

3.1 عمومی جائزہ

2007ء کے دوران خراب اقتصادی حالات کے باعث بینکاری شعبے کو بھی سخت دشواریوں کا سامنا رہا اور یہ صورتحال اس شعبے کی استقامت کے لیے ایک مشکل امتحان ثابت ہوئی۔ اس سے قبل گذشتہ چار برسوں تک معیشت نے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ موجودہ معاشی ماحول کی اہم خصوصیات میں مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی نمو میں کمی، بڑھتا ہوا اندرونی و بیرونی عدم توازن، گرانی میں ہوشربا اضافہ، ملکی کرنسی کی قدر میں کمی اور مرکزی بینک کی جانب سے سخت زری اقدامات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر بھی مالی و کاروباری حالات میں خاصا بگاڑ آیا، جس کی یہ وجوہات ہیں (الف) 2007ء کے وسط میں پیدا ہونے والے امریکی رہن منڈی بحران کے مضر اثرات کے باعث عالمی مالی منڈیوں میں ابتری (ب) 2007ء سے لے کر 2008ء کے ابتدائی مہینوں تک تیل و غذائی اجناس کی قیمتوں میں ہونے والا غیر معمولی اضافہ (ج) اور عالمی معاشی نمو میں سست روی۔ اس مشکل اقتصادی صورتحال میں کیے جانے والے زری پالیسی اقدامات، گرانی اور نمو کے باہمی تعلق کو مزید نمایاں کرتے ہیں۔ ملکی اقتصادی حالات نے بینکاری شعبے کی کارکردگی اور استحکام پر بلاواسطہ اثرات مرتب کیے ہیں جبکہ عالمی ماحول نے اس شعبے کو بالواسطہ طور پر متاثر کیا ہے۔¹

مشکل ملکی اور عالمی معاشی حالات کے باوجود پاکستان کے بینکاری شعبے نے سرمائے کی مستحکم بنیاد اور نفع آوری کی بلند سطح کے باعث دشواریوں کا مضبوطی اور استقامت سے سامنا کیا۔ 2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں اضافی غیر ادا شدہ قرضوں کے باعث تمویں کی بھاری مقدار، 2007ء² میں غیر ادا شدہ قرضوں کی ضمانتوں پر لازمی فروخت کے خاتمے اور 60.1 ارب روپے کے قرضہ جات کی معافی کے باوجود بینکاری نظام مستحکم رہا۔ کارکردگی کے اہم اظہاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2007ء کے دوران اس شعبے نے استقامت کا مظاہرہ کیا ہے۔ بعد از ٹیکس منافع کا تناسب بلحاظ اثاثہ جات 1.5 فیصد تھا جو 2006ء کے 2.1 فیصد کے مقابلے میں زیادہ پائیدار ہے۔ 2007ء میں بینکاری شعبے کو مجموعی طور پر 73.3 ارب روپے کا منافع حاصل ہوا ہے۔ یہ منافع متعدد بینکوں میں تقسیم ہوا کیونکہ 39 میں سے 23 بینکوں کے مجموعی اثاثہ جات کا حصہ 87.2 فیصد ہے اور 2007ء کے اختتام پر ان کے اثاثوں پر بعد از ٹیکس منافع ایک فیصد سے زائد رہا۔

نفع آوری کے بہتر تناسب کے ساتھ ساتھ کم سے کم سرمائے کی شرائط میں اضافے سے سرمائے کی بنیاد کو مستحکم کرنے میں مدد ملی ہے۔ 2007ء کے اختتام پر خطرہ بہ وزن اثاثہ جات کا تناسب (CAR) 50 پیمس پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھ کر 13.2 فیصد تک پہنچ گیا جو محتاطیہ ضوابط³ میں دی گئی 8 فیصد کم از کم حد سے کافی زیادہ ہے۔ آخر سال 2007ء پر مجموعی اثاثہ جات میں 73.8 فیصد کا حصہ رکھنے والے 30 بینکوں کے خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب 10 فیصد تھا۔ بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثہ جات کے درمیان 10.5 فیصد کا تناسب بھی خطرات مول لینے کے حوالے سے بینکاری شعبے کے لیے حوصلہ افزا پیش رفت ہے۔ آخر 2007ء میں غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کا تناسب 5.6 فیصد رہ گیا جو کہ اس کی اب تک ریکارڈ کی جانے والی پست ترین سطح ہے جبکہ 2006ء میں یہ تناسب 9.7 فیصد تک رہا تھا۔ غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کے تناسب میں کمی سے سرمائے کو لاحق خطرات بھی کم ہو گئے ہیں۔

بینکاری نظام کی خطرات مول لینے کی صلاحیت میں ہونے والی مثبت تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ خطروں کے ایسے عوامل میں بھی قابل ذکر تبدیلیاں آئی ہیں جن کی کڑی نگرانی ضروری ہوتی ہے۔ 2007ء کے دوران بینکاری شعبے کے قرضوں میں کمی آئی ہے اور ان کی شرح نمو 10.8 فیصد تک رہی جو کہ گذشتہ پانچ برسوں کی پست ترین سطح ہے۔ تاہم 2003ء تا 2006ء کے دوران اس کی شرح نمو 25 فیصد سے زائد کی بلند سطح پر رہی جو باعث تشویش ہے۔ قرضوں کا ارتکاز ایک بڑا مسئلہ ہے کیونکہ قرض گیری کرنے والے اولین 0.5 فیصد افراد کا بینکوں کے مجموعی قرضوں میں 67.7 فیصد حصہ ہے اور ان کے قرضوں کی اوسط مالیت 68.6 ملین روپے ہے۔ قرضہ جات کی شعبہ جاتی تقسیم سے بھی ان کے کارپوریٹ شعبے میں ارتکاز کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ آخر جون

¹ مزید تفصیلات کے لیے مالی استحکام کے جائزے کے لیے موجودہ شمارے کا باب 1 ملاحظہ فرمائیے بعنوان ”عالمی اور ملکی تبدیلیاں: پاکستان کے لیے مالی استحکام کے حوالے سے مضمرات“۔

² ایس ڈی سرکلر نمبر 7، بتاریخ 12 اکتوبر 2007ء۔ مکاناتی مالکاری کے غیر ادا شدہ قرضوں پر لازمی فروخت کا اطلاق ہوتا ہے اس کی مدت دو سال ہے جو درجہ بندی کی تاریخ سے نافذ العمل ہے۔

³ شرح کلیات سرمایہ پر کم از کم مطلوبہ شرح بڑھ کر 10 فیصد ہو چکی ہے۔ بینک اور ترقیاتی مالی اداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ 31 دسمبر 2008ء تک اس شرط کو پورا کریں۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھنے بی ایس ڈی سرکلر نمبر 19، بتاریخ 05 ستمبر 2008ء اور بی ایس ڈی سرکلر نمبر 30، بتاریخ 25 نومبر 2008ء۔

2008ء تک بینکوں کے قرضہ جاتی جزدان میں اس شعبے کا حصہ 59 فیصد تھا۔ 2006ء کے مقابلے میں اس میں 5.7 فیصدی درجے کا اضافہ ہوا ہے۔ مزید برآں، 2007ء کے آخر تک مجموعی قرضوں میں ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں کا حصہ 18.5 فیصد بنتا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اس شعبے میں بھی قرضوں کے ارتکاز کے خطرات موجود ہیں۔ قرضہ جاتی جزدان کے موجودہ اجزائے ترکیبی اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں معاشی اظہاریوں کی اتہری کے باعث قرضوں کو درپیش کے خطرات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

خطرہ قرض کے روایتی اظہاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2007ء میں بینکاری شعبے کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 17.4 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی ہے اور یہ 30.6 ارب روپے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 206.1 ارب روپے تک پہنچ گئے ہیں۔ غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضہ جات کے تناسب میں بھی سال کے دوران 30 بیس پوائنٹس کا اضافہ دیکھنے میں آیا اور یہ بڑھ کر 7.2 فیصد ہو گئے ہیں۔ 2000ء سے ان میں مسلسل کمی کا رجحان تھا۔ تاہم مذکورہ اضافے نے بینکاری کی صنعت کو مجموعی طور پر متاثر نہیں کیا کیونکہ غیر ادا شدہ قرضہ جات اور قرضوں کا 5 فیصد سے کم تناسب رکھنے والے بینکوں کا اثاثوں میں حصہ 97.7 فیصد تک ہے۔ مزید برآں، ایک عامل کی حساسیت کے تجزیے سے بھی خطرہ قرض کے مقابلے میں بینکاری نظام کے استحکام کی عکاسی ہوتی ہے۔ غیر ادا شدہ قرضوں میں 10 فیصد اضافے اور 100 فیصد تمویں کی صورت میں امکان ہے کہ کمرشل بینکوں کے کم سے کم مطلوبہ سرمائے میں صرف 50 بیس پوائنٹس کی کمی آئے گی۔ اسی طرح صارفنی ماکاری کے غیر ادا شدہ قرضہ جات اور قرضوں میں 10 فیصدی درجے اضافے سے توقع ہے کہ کمرشل بینکوں کے کم سے کم مطلوبہ سرمائے میں 90 بیس پوائنٹس کمی آئے گی اور یہ 12.7 فیصد تک ہو سکتا ہے۔ ایسے دیگر جھٹکوں کے بھی کمرشل بینکوں کے کم از کم مطلوبہ سرمائے پر نسبتاً معمولی اثرات مرتب ہوں گے۔

اگرچہ اثاثہ جات کا معیار بینکاری نظام کے استحکام کے لیے فوری خطرہ نہیں ہے تاہم اس کی مراجعتی نوعیت اور حالیہ مہینوں (خصوصاً نومبر 2007ء) میں بینکاری نظام کے آپرینٹنگ ماحول میں اتہری کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ قرضہ جاتی جزدان کی کڑی نگرانی کی جائے۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے تازہ ترین اعداد و شمار سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ غیر پیداواری قرضہ جات اور قرضوں کے تناسب میں مزید 55 بیس پوائنٹس کا اضافہ ہوا ہے اور یہ بڑھ کر 7.7 فیصد تک پہنچ گئے ہیں۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کا تناسب بھی اثاثہ جاتی معیار کا ایک اور اظہاریہ ہے، یہ 2008ء کی پہلی ششماہی میں تک 1.3 فیصد ہو گیا ہے۔ مذکورہ تناسب 2007ء کے اختتام تک 1.1 فیصد رہا تھا۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے تمویں کی نئی شرائط کے تحت بینکاری نظام کے لیے ضروری تھا کہ وہ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران 28.5 ارب روپے کی تمویں مہیا کریں جبکہ اس ضمن میں 2007ء کی پہلی ششماہی کے لیے صرف 11.2 ارب روپے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔ بینک وار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمویں میں خاطر خواہ اضافے کے اثرات ساری بینکاری صنعت پر مرتب نہیں ہوئے ہیں۔⁴

اس بات کی علامات بھی موجود ہیں کہ نامساعد معاشی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکوں نے اپنے اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی میں تبدیلیاں لانا شروع کر دی ہیں۔ اس کی عکاسی 2007ء کے دوران سرمایہ کاری میں 53 فیصد کے غیر معمولی اضافے سے بھی ہوتی ہے۔ نتیجتاً، 2007ء کے آخر میں بینکاری شعبے کے مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاری کا حصہ بڑھ کر 24.7 فیصد ہو گیا جو گذشتہ برس 19.1 فیصد تک رہا تھا۔ اثاثوں کے اجزائے ترکیبی میں تبدیلی سے حالیہ برسوں کے دوران قرضہ جات میں تیزی سے ہونے والی توسیع اور قرضہ جاتی معیار کے متعلق خدشات بھی کافی حد تک کم ہو گئے ہیں۔ اس کی مدد سے سیالیت کے انتظام میں بھی آسانی رہتی ہے کیونکہ قلیل مدتی حکومتی تمسکات کو منڈی کے سیال ترین مالی آلات تصور کیا جاتا ہے۔ سیالیت کے خطرات کے متعلق اظہاریے بھی 2007ء میں بہتر صورتحال کی عکاسی کرتے ہیں۔ آخر 2007ء تک سیال اثاثہ جات اور مجموعی اثاثوں کے تناسب میں 1.6 فیصدی درجے کا اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 33.6 فیصد تک پہنچ گئے ہیں۔

بینکوں کی بیلنس شیٹ کے مطابق 2007ء کے دوران اثاثہ جات کے اجزائے ترکیبی میں آنے والی قابل ذکر تبدیلیوں کا رجحان 2008ء کی پہلی ششماہی میں برقرار نہیں رہ سکا۔ 2008ء کی پہلی ششماہی میں قرضوں کی 8.7 فیصد بلند شرح نمو کے باعث بینکاری شعبے کے مجموعی اثاثوں میں ان کا حصہ بڑھ کر 53 فیصد تک پہنچ گیا ہے جو آخر 2007ء تک 52 فیصد پر تھا۔ اثاثوں میں حجم کے لحاظ سے سرمایہ کاری دوسرے نمبر پر آتی ہے اور مذکورہ مدت کے دوران اس میں 11.9 فیصد کمی آئی ہے۔ اثاثوں میں ان تبدیلیوں کا بینکاری شعبے کی سیالیت پر معمولی اثر پڑا کیونکہ بینکوں کی اثاثوں میں 8.7 فیصد کی قابل ذکر نمو

⁴ درمیانے حجم کا مالک ایک بینک جس کا مجموعی اثاثوں میں 4 فیصد حصہ ہے، 28.5 ارب روپے کی مجموعی تمویں میں سے اس کا حصہ 21.8 فیصد بنتا ہے۔

ہوئی ہے۔ تاہم یہ 2007ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والی 13.2 فیصد نمو سے کم ہے۔

بینکاری شعبے کے مالی اظہاریوں پر زری سخت گیری کے حالیہ اقدامات اور کم جون 2008ء سے بچت امانتوں پر کم از کم 5 فیصد⁵ شرح منافع کے اطلاق کے اثرات ابھی پوری طرح ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ بینکوں کے پاس دستیاب سیالیت کی مشکل صورتحال کے باعث 2008ء کی دوسری ششماہی کے دوران قرضوں کی نمو میں سست روی کا امکان ہے کیونکہ بچت امانتوں پر کم از کم شرح منافع کے اطلاق سے خصوصاً بڑے بینکوں کے لیے فنڈنگ پر آنے والی لاگت میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس اقدام کا مقصد امانت داروں کو کم از کم شرح منافع کی ادائیگی یقینی بنانا ہے جبکہ اس کی مدد سے بینکاری تفاوت کی بلند سطح کو بھی کم کرنے میں مدد ملے گی۔⁶

اس باب کے آغاز میں 2007ء اور 2008ء کی پہلی ششماہی تک ہونے والی اہم تبدیلیوں کا عمومی جائزہ جبکہ آئندہ صفحات میں صورتحال کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ جائزہ 2007ء کے سالانہ اور 2008ء کے ششماہی اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ 2006ء کی مالی استحکام کے متعلق جائزہ رپورٹ کی طرح یہ بھی 18 ماہ کی مدت پر محیط ہے۔ 2008ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران بینکاری شعبے کو درپیش سیالیت کے عارضی دباؤ کا تجزیہ اس باب کے آخر میں دیئے گئے خصوصی سیکشن 1: بینکاری نظام میں سیالیت کا دباؤ میں کیا گیا ہے۔ اس باب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تعارف میں مالی کارکردگی اور بینکاری شعبے کے استحکام کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جبکہ سیکشن 3.2 میں اثاثہ جات اور فنڈنگ کی ساخت کا عمومی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد سیکشن 3.3 میں خطرات کے عوامل میں تبدیلیوں کی تفصیلات دی گئی ہیں کیونکہ حسابات کی ساخت میں ہونے والی تبدیلیاں بینکاری نظام کے خطرات کی صورتحال سے منسلک ہوتی ہیں۔ اگلے حصے میں بینکاری نظام کی خطرات سے نمٹنے کی اہلیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آخری حصے میں خطرات کے متعدد عوامل کی حساسیت کے تجزیاتی نتائج کی بنیاد پر بینکاری شعبے کے استحکام کی جانچ کی گئی ہے۔

3.2 بینکاری نظام کے اثاثہ جات اور فنڈنگ کی ساخت

2007ء کے دوران بھی گذشتہ تین برسوں کی طرح بینکاری نظام کے اثاثوں میں خاصی توسیع ہوئی اور یہ سال کے اختتام پر 18.8 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 50.2 کھرب روپے ہو گئے۔ اس نمو کی ایک اہم خصوصیت سرمایہ کاری میں ہونے والا بھاری اضافہ تھا جو 53 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 10.3 کھرب ہو گئی۔ یہ گذشتہ برسوں کے رجحانات کے برعکس ہے کیونکہ اس سے پہلے قرضوں میں توسیع اثاثہ جاتی نمو کا اہم ذریعہ تھی۔ 2007ء کے دوران قرضہ جات 10.8 فیصد بڑھ سکے جبکہ 2003ء تا 2006ء کے دوران اس میں اوسطاً 27.7 فیصد سالانہ اضافہ ہوا تھا۔ نتیجتاً، 2007ء کے اختتام پر بینکاری شعبے کے مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاری کا حصہ بڑھ کر 24.7 فیصد ہو گیا جو 2006ء میں 19.1 فیصد تھا۔ 2007ء کے دوران بینکوں کی جانب سے اپنی رقم کو سرمایہ کاری میں استعمال کرنے کی وجوہات یہ ہیں: (1) سخت زری پالیسی، جس سے زر کی بین الینک منڈی میں سیالیت کی نگرانی میں مدد ملی؛ اور لازمی شرح سیالیت کی بلند سطح (2) معاشی سرگرمیوں میں نمایاں سست روی، جس نے بینکاری شعبے سے اضافی قرضوں کی طلب کو کم کر دیا۔ بینکوں نے اپنے ذیلی اداروں میں بھی بھاری سرمایہ کاری کی ہے۔ قرضوں کی نمو میں کمی کی عکاسی شکل 3.1 سے بھی ہوتی ہے۔

2007ء کے دوران اثاثوں کے اجزائے ترکیبی میں ہونے والی تبدیلیاں معاشی صورتحال اور اسٹیٹ بینک کی زری سخت گیری سے نمٹنے کے لیے بینکاری نظام کے اقدامات کی عکاسی ہیں۔ شکل 3.1 سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بھی اثاثوں میں متعدد تبدیلیاں آئی ہیں۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اختتام تک قرضوں کی مضبوط نمو کے باعث بینکاری نظام کے مجموعی اثاثوں میں اس کا حصہ بڑھ کر 53 فیصد ہو گیا ہے۔ تاہم یہ اب بھی 2006ء میں ریکارڈ کی جانے والی 55.8 فیصد کی بلند ترین سطح سے 3.8 فیصدی درجے کم ہے۔ دوسری جانب بینکاری نظام کے مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاری کا حصہ بڑھ کر 24.7 فیصد ہو گیا جو 2008ء کی پہلی ششماہی میں گر کر 20.4 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس کی وجہ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانی میں اضافے کے نتیجے میں کارپوریٹ شعبے کے قرضوں میں ہونے والا اضافہ اور بینکوں کی جانب سے بلند شرح سود کے دور میں طویل مدتی حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرنا ہے۔⁷

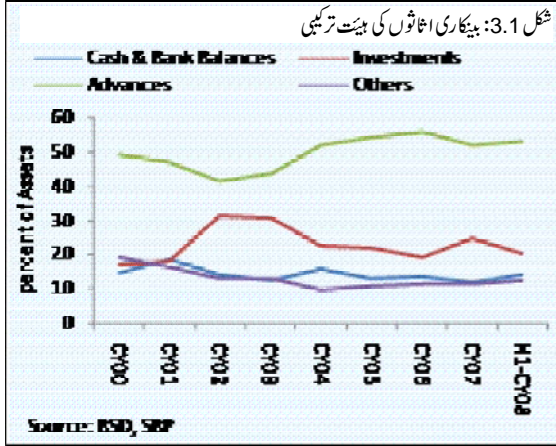
⁵ بی پی آر ڈی سرکولر نمبر 07ء تاریخ 30 مئی 2008ء۔

⁶ شعبہ شماریات کی جانب سے مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق آخر جون 2008ء میں بینکاری تفاوت 6.78 فیصد تھا۔

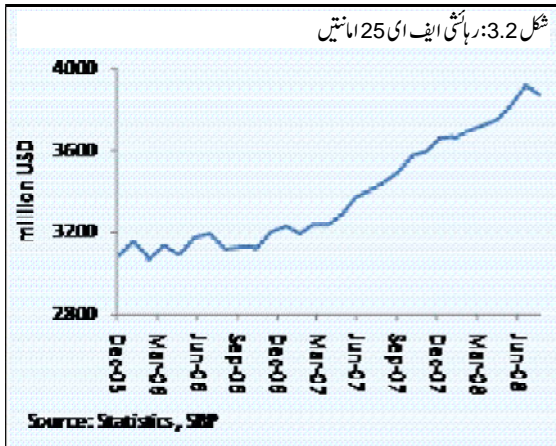
⁷ مالی سال 2008ء کے دوران ٹریڈری بلز کی نیلامیوں میں قبول کردہ رقم صرف 653 ارب روپے تھی جبکہ اس کے مقابلے میں 788 ارب روپے کے بلز کی عصیت اسی مدت میں مکمل ہوئی۔ مزید برآں، بینکوں کی جانب سے 902 ارب روپے کی پیشکشیں موصول ہوئیں جو کہ مالی سال 2007ء کی پیشکشوں کے مقابلے میں نصف سے بھی کم ہیں۔

قرضہ جات اور سرمایہ کاری کے علاوہ مالی اداروں کے لیے قرضوں میں ہونے والی 10.9 فیصد کمی بھی 2007ء کی ایک اور اہم پیش رفت ہے۔ سال کے دوران حکومتی تسکات میں بھاری سرمایہ کاری کی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں بینکاری شعبے کے سیال اثاثوں میں اضافہ ہو گیا اور سیالیت کے انتظام کے لیے بین الینٹک قرض گیری میں کمی آگئی۔

2007ء اور 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران اثاثوں کی نمو میں بینکاری نظام کی امانتوں میں ہونے والے خاطر خواہ اضافے نے اہم کردار ادا کیا



ہے۔ خصوصاً، 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری شعبے کی امانتیں بڑھ کر 40.2 کھرب روپے تک پہنچ گئیں۔ اس طرح جنوری 2007ء سے لے کر جون 2008ء کے دوران اس میں 28.7 فیصد نمو ہوئی ہے جو کہ 2006ء تا جون 2007ء میں 30.1 فیصد تک رہی تھی۔ جون 2008ء کے اختتام تک مجموعی اثاثوں میں سے 76 فیصد فنڈنگ بینکاری شعبے کی امانتوں سے کی جا رہی ہے جبکہ 2006ء کے اختتام پر یہ 74.8 فیصد تک رہی تھی۔ امانتوں میں ہونے والی مضبوط نمو کے ساتھ ساتھ کرنسی کے اجزائے ترکیبی میں بھی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ 2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں کرنسی کے اجزائے ترکیبی میں الگ الگ رجحانات پائے جاتے ہیں۔ 2002ء کے بعد سے مجموعی امانتوں میں غیر ملکی کرنسی کی امانتوں کے حصے میں کمی کا رجحان رہا ہے۔ اس کی وجہ اکتوبر 2007ء تک شرح مبادلہ کا مستحکم سطح پر رہنا ہے۔ آخر 2007ء تک مجموعی امانتوں میں غیر ملکی کرنسی کی امانتوں کا حصہ 12.8 فیصد تھا جو 2008ء کی پہلی ششماہی کے اختتام تک بڑھ کر 13.7 فیصد تک پہنچ گیا، جس سے ڈالر انریژیشن کے رجحان کی عکاسی ہوتی ہے کیونکہ حالیہ مہینوں کے دوران روپے کی قدر میں تیزی سے کمی آئی ہے۔ خصوصاً، اقامتی ایف ای-25 امانتیں مالی سال 2008ء کے دوران بڑھ کر 443 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جو مالی سال 2007ء میں صرف 196 ملین ڈالر تھیں۔ (شکل 3.2) مذکورہ مدت کے دوران اس میں 126 فیصد کی نمو ہوئی ہے۔ یہ نمو یورو کی امانتوں تک محدود ہے کیونکہ مالی سال 2008ء کے دوران روپے کی قدر زیادہ تر یورو کے مقابلے میں ہی گری ہے۔⁸



2007ء کے دوران جاری کھاتوں (غیر نفع بخش) میں 19.2 فیصد نمو کے باعث مجموعی اثاثوں میں ان کا حصہ بڑھ کر 27.3 فیصد ہو گیا (جدول 3.1)۔ دوسری جانب گذشتہ تین برسوں کے مقابلے میں 2007ء میں معینہ امانتوں کے حصے میں کمی آئی ہے جس کی وجہ معینہ امانتوں کو پچت امانتوں میں تبدیل کرانے کا رجحان ہے۔ 2008ء کی پہلی ششماہی تک امانتوں کے اجزائے ترکیبی میں زیادہ ردوبدل نہیں دیکھا گیا البتہ مجموعی امانتوں میں ہونے والی 8.7 فیصد نمو کے مقابلے میں معینہ امانتوں میں صرف 11 فیصد کی نمو ہوئی ہے۔ معینہ امانتوں میں قدرے بلند شرح نمو ایک خوش آئند پیش رفت ہے کیونکہ اس سے بینکوں کی بیلنس شیٹ میں عرصیت کی عدم مطابقت کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکاری نظام کے ایک اور اہم جز، ایکویٹی میں 561.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا جو تاریخی طور پر اس کی بلند ترین سطح

⁸ مالی سال 2008ء میں روپے کی قدر میں یورو کے مقابلے میں 24.1 فیصد، ڈالر کے مقابلے میں 11.5 فیصد اور برطانوی پاونڈ کے مقابلے میں 10.9 فیصد تخفیف ہوئی ہے۔

جدول 3.1: بینکوں کی امانتوں کی ہیئت ترکیبی
کل امانتوں کی شرح فیصد

2008ء پہلی ششماہی	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء	
30.8	30.1	31.3	25.9	18.5	18.5	22.5	22.1	24.9	معینہ امانتیں
36.1	37.3	37.1	41.2	48.3	50.9	49.1	47.3	44.5	بچت امانتیں
27.6	27.3	26.2	27.3	28.4	26.1	21.3	21.4	19.6	جاری امانتیں
4.4	4.6	4.6	4.8	4.1	3.8	6.5	8.8	10.4	ادارہ جاتی امانتیں
1.1	0.7	0.8	0.8	0.8	0.7	0.5	0.5	0.6	دیگر

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

ہے۔ اس طرح ایکویٹی میں 2007ء کے دوران 35.3 فیصد اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں 7 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی ہے۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے کم از کم مطلوبہ سرمائے میں مرحلہ وار اضافہ سرمائے کی بنیاد کو مستحکم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوا ہے۔

3.3 خطرات کا جائزہ

بینکاری نظام میں فنڈنگ کی ساخت اور اثاثوں میں ہونے والی تبدیلیوں کو خطرات درپیش رہتے ہیں۔ ذیل میں کی جانے والی بحث میں بینکوں کو درپیش اہم خطرات میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ایسے خطرات میں خطرہ قرض، خطرہ منڈی، انتظامی وسیالیت کے خطرات شامل ہیں۔

3.3.1 خطرہ قرض

2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں قرضوں کی نمو میں سست روی کا رجحان رہا جبکہ 2003ء تا 2006ء کے دوران قرضہ جات میں 27.7 فیصد کی اوسط نمو ہوئی تھی۔ 2007ء کے دوران بینکوں کے قرضہ جات میں 10.8 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ پانچ برسوں کی پست ترین سطح ہے۔ اثاثہ جاتی معیار کے پیشگی انتباہ کے اظہار کے مطابق گذشتہ چند برسوں کے دوران قرضوں میں جارحانہ توسیع کے باعث قرضہ جاتی جزدان کے متعلق خدشات میں اضافے سے خطرہ قرض بھی بلند سطح پر پہنچ گیا تھا۔ مالی استحکام کے گذشتہ جائزے میں اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی⁹ قرضوں کی توسیع میں حالیہ سست روی سے مذکورہ خدشات میں کمی آئی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ 2007ء کے دوران قرضوں کی سست روی کا بڑا سبب جاری سرمائے کے قرضوں میں کمی ہے جن میں 2006ء کی 21.3 فیصد نمو کے مقابلے میں صرف 6 فیصد نمو ریکارڈ کی گئی ہے۔ 2007ء کے دوران کارپوریٹ اور چھوٹی و درمیانی درجے کی انٹرپرائز کی ماکاری کے قرضوں میں 21.1 فیصد کی سال بسال عمدہ نمو ہوئی ہے جو 2006ء میں 6.1 فیصد تک رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرضوں کی نمو میں ہونے والی سست روی میں، طلب کے دباؤ میں کمی نے اہم کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ مرکزی بینک کی جانب سے اختیار کی جانے والی سخت زری پالیسی ہے۔ معینہ سرمایہ کاری کے فیصلے بڑی حد تک معیشت کی درمیانی تا طویل مدتی صورتحال پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے ان پر عملدرآمد جاری رہا۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاری سرمائے کی طلب میں ایک بار پھر اضافہ ہو گیا ہے اور ان میں 16.3 فیصد نمو (جو 2007ء کی پہلی ششماہی میں 2.2- تھی) ہوئی ہے جبکہ معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں 18.5 فیصد (2007ء کی پہلی ششماہی میں 6.2 فیصد نمو ہوئی تھی) نمو ہوئی ہے۔

آئندہ صفحات میں قرضہ جات کے اجزائے ترکیبی کو درپیش خطرات کے اہم عوامل کی نشاندہی کی گئی ہے، جن کے معیشت کے مختلف شعبوں پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ قرضہ جاتی جزدان سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ 2007ء کے دوران کارپوریٹ اور گھریلو شعبوں کے لیے بینکوں کے اکتشاف میں اضافہ ہوا ہے (دیکھئے جدول 3.2)۔ کارپوریٹ شعبے کے قرضوں میں 18.9 فیصد اور صارفی ماکاری میں 14.1 فیصد کی نمو ہوئی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ صارفی ماکاری کو قرضوں کی حساس ترین قسم سمجھا جاتا ہے اور 2006ء (28.8 فیصد نمو) میں زری سخت گیری کے بعد سے اس میں خاصی کمی آئی ہے۔ اس کی عکاسی 2008ء کی پہلی ششماہی (0.7 فیصد نمو) کے دوران مجموعی قرضوں میں اس کے حصے کی پست سطح سے بھی ہوتی ہے۔¹⁰

⁹ باب ششم، ”بینکاری نظام کا استحکام“ مالی استحکام کا جائزہ 2006ء، اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

¹⁰ بینکوں کے صارفی ماکاری جزدان کا تفصیلی جائزہ مالی استحکام کے جائزے کے باب نمبر 5 ”پاکستان میں صارفی ماکاری کا جائزہ“ کے عنوان سے دیا گیا ہے۔

جدول 3.2: قرضہ جزدان کی شعبہ وار تقسیم قرضوں میں فیصد حصہ

پہلی ششماہی	2008ء	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء
کارپوریٹ شعبہ	59.0	56.3	53.3	52.7	53.9
ایس ایم ای	13.0	16.2	17.0	17.7	17.5
زراعت	4.9	5.6	5.9	6.8	7.4
صارفی مالکاری	12.0	13.8	13.6	12.4	9.4
اشیا مالکاری	6.8	5.5	7.2	6.9	7.5
اضافہ قرضے	1.8	1.9	2.0	2.1	2.5
دیگر	2.5	0.8	1.1	1.5	1.8

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

دوسری جانب 2007ء کے دوران اجناس کی مالکاری میں 13.7 فیصد سال بسال کمی آئی ہے، جس کے نتیجے میں مجموعی قرضوں میں اس کا حصہ گھٹ کر 5.5 فیصد رہ گیا ہے۔ 2006ء کے مقابلے میں 2007ء اور 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایس ایم ایز اور زرعی مالکاری میں نمو کی سطح بھی پست رہی۔ اس کمی کی اہم وجہ بینکوں کی جانب سے قدر سے پرخطر شعبوں میں اپنے اکتشاف کو کم کرنے کی کوششیں ہیں۔ مختلف شعبوں کے لیے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضہ جات کے تناسب (جدول 3.3) سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کے مقابلے میں یہ دونوں شعبے زیادہ پرخطر ثابت ہوئے ہیں۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار کے مطابق ایس ایم ایز کے شعبے میں غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضہ جات کا تناسب 11.2 فیصد جبکہ زراعت میں 16.6 فیصد تک ہے۔ جبکہ کارپوریٹ شعبے میں یہ تناسب 7.6 فیصد اور صارفی مالکاری میں 5.5 فیصد تک ہے۔

جدول 3.3: شعبہ وار اکتشاف کی شرح غیر ادا شدہ اور کل قرضوں کا تناسب

پہلی ششماہی	2008ء	2007ء	2006ء
کارپوریٹ شعبہ	7.6	7.2	6.5
ایس ایم ای	11.2	9.4	8.8
زراعت	16.6	18.7	20.8
صارفی مالکاری	5.5	4.4	2.2
اشیا مالکاری	0.8	1.0	0.6
اضافہ قرضے	1.1	1.2	0.9
دیگر	9.9	18.0	6.2
مجموعی	7.7	7.2	6.9

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

بینک ابھی تک زراعت و ایس ایم ایز کے لیے قرضوں اور تجزیاتی معیارات کو بہتر بنانے کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ اس لیے توقع ہے کہ ان دونوں شعبوں کے قرضہ جاتی معیار میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید چنگی آئے گی۔

معاشی ماحول میں ابتری اور زری سخت گیری کے نتیجے میں عام طور پر بینک ایسے قرض خواہوں کو قوم مہیا کرنے سے گریز کرتے ہیں، جنہیں وہ زیادہ پرخطر تصور کرتے ہوں۔ تاہم بڑے کارپوریٹ ادارے مشکل اقتصادی صورتحال میں بھی اپنے قرضوں کی ضروریات پورا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور وہ مالکاری کے مختلف ذرائع تک رسائی کی صلاحیت کے حامل بھی ہوتے ہیں۔ حالیہ اعداد و شمار سے بھی ان خیالات کو مزید تقویت ملتی ہے۔ اسی لیے بینکوں کے واجب الادا قرضوں میں کارپوریٹ شعبے کا حصہ 2008ء کی پہلی ششماہی میں 21.3 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 59 فیصد تک ہو گیا ہے۔

شعبہ جاتی اکتشاف کے لحاظ سے بینکوں کے قرضے زیادہ تر ٹیکسٹائل شعبے تک ہی محدود رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملکی برآمدات میں ٹیکسٹائل کے شعبے کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ 2007ء کے قرضوں میں بھی ٹیکسٹائل کے شعبے کا حصہ 18.5 فیصد ہے جو کہ دیگر شعبوں کی نسبت زیادہ ہے۔ تاہم قرضوں میں شعبہ جاتی تنوع کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے نے قرضوں کی فراہمی میں نجی شعبے کے غیر روایتی اداروں پر توجہ مرکوز کر کے اپنی قرضہ جاتی بنیاد کو متنوع بنالیا ہے۔ مذکورہ مدت میں ٹیکسٹائل شعبے کے لیے قرضہ جات میں کمی آئی ہے جبکہ تعمیرات، بجلی، گیس، پانی کی فراہمی اور جائیداد کی خرید و فروخت جیسی سرگرمیوں کے لیے قرضوں میں بتدریج اضافے سے شعبہ جاتی تنوع کی نشاندہی ہوتی ہے (جدول 3.4)۔ اس تنوع کی ایک اہم وجہ شعبہ جاتی طلب کے رجحانات میں ہونے والی تبدیلی بھی ہے تاہم اس سے قرضہ جاتی جزدان میں خطرہ قرض کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔

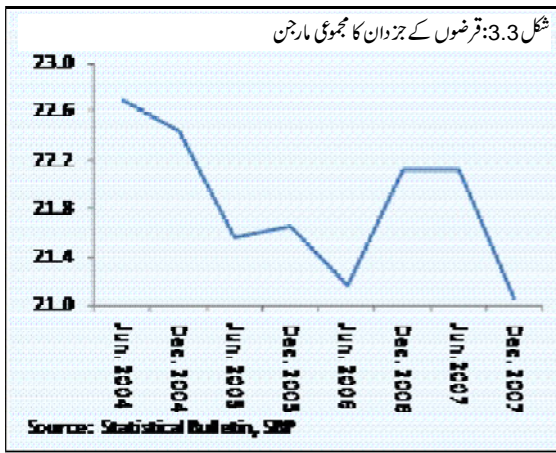
مذکورہ تبدیلیوں کے باوجود ٹیکسٹائل شعبے میں قرضوں کا بھاری مقدار میں ارتکاز بھی پرخطر ہے اور کسی ناخوشگوار صورتحال سے بچنے کے لیے اس کی کڑی نگرانی ضروری ہے۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اختتام تک مجموعی قرضوں میں اکتشاف کا تناسب 7.7 فیصد تھا جبکہ ٹیکسٹائل شعبے میں یہ تناسب 12.6 فیصد کی بلند سطح (2007ء کے اختتام پر یہ 10.7 فیصد تھا) پر رہا ہے۔ چونکہ امریکہ اور یورپ کے علاقے ٹیکسٹائل برآمدات کی بڑی منڈیاں ہیں اس لیے وہاں معاشی سست روی اور ملک کی مشکل اقتصادی صورتحال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل شعبے کو قلیل تاویل مدت کے دوران مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جدول 3.4: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضوں کی شعبہ دار تقسیم کل قرضوں کا فیصد

جون 04ء	دسمبر 04ء	جون 05ء	دسمبر 05ء	جون 06ء	دسمبر 06ء	جون 07ء	دسمبر 07ء
46.1	45.5	43.4	43.8	41.8	42.2	40.2	41.8
22.6	23.9	21.6	22.5	20.1	20.3	17.8	18.5
1.4	1.5	1.8	1.9	1.8	2.2	2.2	2.5
0.7	0.8	0.8	0.9	1.0	1.2	1.8	2.6
1.5	2.6	2.8	3.4	3.6	3.3	3.9	4.3
7.9	8.3	7.4	8.5	8.7	9.2	8.8	8.5
73.2	74.0	70.9	72.6	69.8	71.6	70.3	72.1

ماخذ: شماریاتی بیٹن، بینک دولت پاکستان

مارجن کے زرخوں پر قرضوں کی تقسیم بھی خطرہ قرض کا ایک اور اہم عامل ہے۔¹¹ شکل 3.3 سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کے قرضہ جات کے لیے



مارجن کے مجموعی زرخ 20 فیصد سے زائد رہے ہیں۔ آخر سال 2007ء تک بینکاری شعبے کا مارجن کم ہو کر 21.1 فیصد رہ گیا ہے جو 2006ء میں 22.1 فیصد تک تھا۔ بگڑتی ہوئی معاشی صورتحال میں مارجن کی شرح میں 100 بیسیس پوائنٹس کی کمی کے خاصے مضمرات ہو سکتے ہیں۔ جدولی بینکوں کے قرضوں کی مارجن کے زرخوں کے لحاظ سے تفصیلی درجہ بندی کے جائزے میں اس مسئلے کو گہرائی سے جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ جدول 3.5 سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ برسوں کے دوران صفر مارجن کے قرضوں کے حصے میں بتدریج اضافہ ہوا ہے اور یہ 2007ء میں 3.7 فیصدی درجے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 23.9 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ اس اضافے کا بنیادی سبب مجموعی قرضوں میں صارفنی ماکاری کے

زمرے ذاتی قرضہ جات اور دیگر غیر محفوظ قرضوں (کریڈٹ کارڈز وغیرہ) کے تناسب کا بڑھنا ہے۔¹²

جدول 3.5: مارجن کی شرح کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم

مارجن	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء
0	16.8	18.8	20.2	23.9
5	2.1	0.9	0.7	0.5
10	6.9	6.9	4.1	5.3
20	9.8	8.2	8.8	8.9
Up to 20	35.5	34.8	33.8	38.6

ماخذ: شماریاتی بیٹن، بینک دولت پاکستان

قرضوں کا ارتکاز بھی خطرہ قرض کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جدول 3.6 سے ظاہر ہوتا ہے کہ 10 بلین روپے سے زائد مالیت کے قرضوں میں 2007ء کے دوران 67.7 فیصد اضافہ ہوا ہے جو 2006ء میں 64.7 فیصد تک تھا۔ مزید برآں اس زمرے میں قرضوں کی اوسط حجم بھی 2006ء کے 65.7 بلین روپے سے بڑھ کر آخر 2007ء تک 68.6 بلین روپے ہو گئی ہے۔ یہ پیش رفت پہلے بیان کردہ تجزیے کے مطابق ہے جس میں کہا گیا تھا کہ کارپوریٹ شعبے کے لیے بینکوں کے اکتشاف

میں اضافہ ہو رہا ہے۔ قرضوں کے ارتکاز کی عکاسی اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ مجموعی قرض داروں میں سے ایک فیصد سے بھی کم کے پاس بینکوں کے قرضوں کی مالیت کا 67.7 فیصد حصہ موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے قرض داروں کی چھوٹی تعداد کی جانب سے ناندہنگی کے پورے بینکاری نظام کی مالی صحت پر خاطر خواہ اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مختلف سمتوں کے قرضہ جاتی جزدان کے جائزے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ (1) 2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں کارپوریٹ شعبے کے لیے بینکوں کے اکتشاف میں اضافہ ہوا ہے (2) شعبہ جاتی قرضوں کا جھکاؤ نیکسٹائل شعبے کی جانب رہا ہے جبکہ بعض غیر روایتی شعبوں کے حصے میں

¹¹ مارجن وہ رقم ہے جو قرضے کی حقیقی رقم پر ضمانت کی منڈی/تعمینہ جاتی قدر سے زیادہ ہوتی ہے۔

¹² 2007ء کے دوران مجموعی قرضوں کی 10.8 فیصد نمونہ کے مقابلے میں کریڈٹ کارڈز پر اکتشاف میں 18.3 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

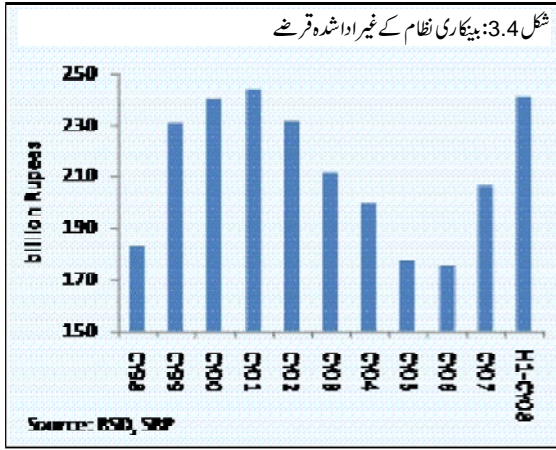
جدول 3.6: قرضوں کی تقسیم بلحاظ حجم فیصد

قرضے کا حجم (بلین روپے)	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء
0.1 تک	9.3	7.9	7.5	7.1	6.2
0.1 سے 0.5 تک	7.9	8.5	10.2	10.7	10.0
0.5 سے 1 تک	2.8	3.3	3.6	3.0	2.8
1 سے 5 تک	7.0	7.7	12.9	9.8	8.7
5 سے 10 تک	4.6	5.0	5.5	4.7	4.5
10 سے زائد	68.5	67.7	60.3	64.7	67.7

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے حسابات

بتدریج اضافہ دیکھنے میں آیا ہے (3) مارجن کے مجموعی نرخ میں معمولی کمی آئی ہے اور صفر مارجن کے حامل قرضوں کی تعداد بڑھی ہے اور (4) زیادہ تر قرضے چند بڑے قرض داروں تک محدود رہے ہیں۔ مشکل معاشی صورتحال اور زری سخت گیری کے دور میں قرضہ جاتی تنوع کے بتدریج عمل سے خطرہ قرض پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ بڑے قرض داروں کی قلیل تعداد کے اکتشاف میں بینکاری نظام کو نقصان پہنچانے کی خاطر خواہ صلاحیت اور وبائی خطرات پنہاں ہوتے ہیں۔ بینکاری نظام میں مذکورہ تبدیلیوں سے عہدہ براہونے کی اہلیت پر ادائیگی قرض کی صلاحیت کے حصے (سیکشن 3.4.1) میں جبکہ

2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں اثاثہ جاتی معیار کے وصفی اظہاریوں میں تبدیلی کو آئندہ صفحات میں زیر بحث لایا گیا ہے۔



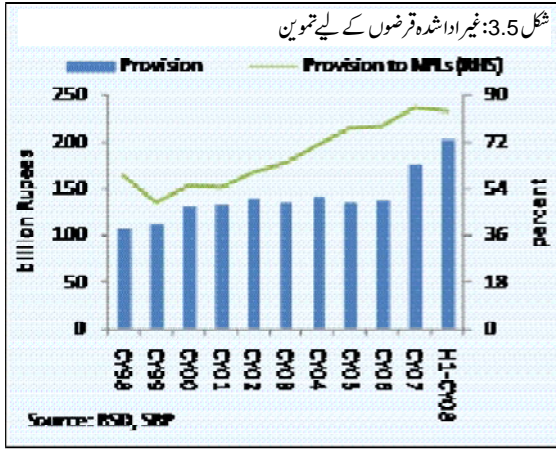
اگرچہ بینکاری نظام نے گذشتہ برسوں کے دوران خطرہ قرض سے نمٹنے کے لیے موثر اقدامات کیے ہیں تاہم 2007ء سے غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ اس کی خطرات سے عہدہ براہونے کی صلاحیت کا امتحان ثابت ہو سکتا ہے۔ 2007ء میں بینکاری نظام کے غیر ادا شدہ قرضے 30.6 ارب روپے سے بڑھ کر 206.1 ارب روپے تک پہنچ گئے ہیں جبکہ اس کے برعکس 2001 تا 2006ء کے دوران اس میں مسلسل کمی کا رجحان دیکھا گیا تھا (دیکھئے شکل 3.4)۔ تاہم بینک وار معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ سارے بینکاری نظام پر محیط نہیں ہے بلکہ اس میں چار بڑے بینکوں کا حصہ 81.7 فیصد تک ہے۔ جس کی وجوہات یہ ہیں: (1) ایک ترقیاتی مالیاتی ادارے

کا ایک مقامی کمرشل بینک میں انضمام، جس کے باعث اس کے متاثرہ قرضوں نے بینکاری نظام کے قرضوں میں اضافہ کر دیا (2) ایک مقامی نجی بینک کے صارفین مالکاری جزدان میں وبائی تناسب کا بڑھنا اور (3) ایک غیر ملکی بینک کی جانب سے ایک مقامی نجی بینک کو تحویل میں لینا اور قرضہ خطر کی رجعت پسندانہ پالیسی کے تحت حاصل کردہ کچھ قرضہ جات کی از سر نو درجہ بندی۔

شکل 3.4 سے 2008ء کی پہلی ششماہی میں بینکاری نظام کے غیر ادا شدہ قرضوں میں نمایاں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے جو 35.8 ارب روپے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 241.9 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ اس سے قبل 2000ء اور 2001ء میں قرضوں کی اتنی سطح دیکھی گئی تھی۔ اگرچہ غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کی بڑی وجہ حالیہ مہینوں کے دوران اقتصادی حالات میں ابتری ہے تاہم اس رجحان میں تمام بینک شامل نہیں اور یہ 2007ء کی صورتحال سے ہم آہنگ ہے، جب غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ صرف چند بینکوں تک محدود تھا۔ بینک وار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا 73.1 فیصد اضافہ صرف تین بینکوں تک محدود رہا ہے جن کا اثاثوں میں حصہ 30.9 فیصد تک ہے۔

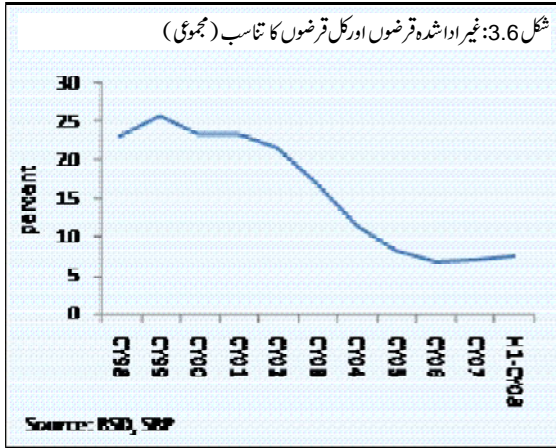
اس سے قطع نظر غیر ادا شدہ قرضوں کے حجم میں اضافے سے نہ صرف اثاثہ جاتی معیار میں ابتری کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ اس کے پورے بینکاری شعبے کی کارکردگی پر بھی منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ مذکورہ صورتحال میں بینکوں کے قابل آمدنی اثاثوں میں کمی آجاتی ہے جبکہ تمویں کی صورت میں لاگت بڑھ جاتی ہے۔ بینکوں کے قرضہ جزدان میں آنے والی مذکورہ تبدیلیوں کے باعث اسٹیٹ بینک نے بہترین عالمی معیارات اور 2003ء تا 2006ء کے دوران قرضوں کی مضبوط نمونہ کو مد نظر رکھتے ہوئے 2007ء¹³ میں قرضوں کی درجہ بندی کے معیار میں ترمیم کی ہے۔ متاثرہ قرضوں کے لیے تمویں کی شرائط کو مستحکم

¹³ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 07 بتاریخ 12 اکتوبر 2007ء۔



کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کی جانب سے اقدامات کے علاوہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بینک بھی اپنے قرضہ جاتی جزدان کے معیار کی نگرانی میں پہلے سے زیادہ محتاط ہو گئے ہیں۔ نتیجتاً، آخر سال 2007ء تک غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے تموین کی رقوم میں تیزی سے اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 175 ارب روپے تک پہنچ گئیں جو 2006ء میں 137 ارب روپے تک رہی تھیں۔ اس کے نتیجے میں غیر ادا شدہ قرضوں اور تموین کی رقوم کے تناسب میں 2007ء کے دوران بہتری آئی اور یہ بڑھ کر 85 فیصد کی غیر معمولی سطح تک پہنچ گیا۔ تاہم یہ 2008ء کی پہلی ششماہی میں معمولی کمی کے بعد 84 فیصد ہو گیا (شکل 3.5)۔ غیر ملکی بینکوں نے قرضہ خطر کے انتظام میں سرگرمی سے کام لیا ہے کیونکہ ان بینکوں کے پاس موجود تموین کی

مجموعی رقوم ان کے غیر ادا شدہ قرضوں سے زیادہ ہیں۔ مذکورہ تبدیلیوں کے مجموعی اثرات کے نتیجے میں 2007ء کے آخر تک غیر ادا شدہ قرضوں کی مطلق رقوم میں اضافے کے باوجود بینکاری نظام کے خالص غیر ادا شدہ قرضے 8.4 ارب روپے کمی کے ساتھ 30.6 ارب روپے رہ گئے، جس کے نتیجے میں بینکاری شعبے کے سرمائے کی بنیاد کو لاحق خطرات کو کافی حد تک کم کرنے میں مدد ملی ہے۔



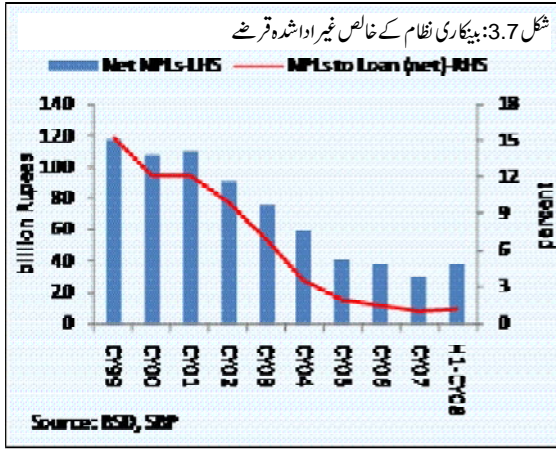
اگرچہ غیر ادا شدہ قرضہ جات، تموین کی رقوم اور خالص غیر ادا شدہ قرضوں کی مطلق سطح بینکاری شعبے کے خطرہ قرض کو ظاہر کرتی ہے تاہم قرضہ جزدان کے حجم کا حوالہ دیئے بغیر اس تجزیے کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔ آخر سال 2007ء میں بینکاری نظام کے غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضہ جات کا تناسب (خام) 30 پیسے پوائنٹس اضافے کے بعد بڑھ کر 7.2 فیصد ہو گیا جبکہ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ تناسب 50 پیسے پوائنٹس بڑھا ہے (شکل 3.6)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والے اضافے نے زیر جائزہ مدت کے دوران قرضہ جات کی نمو کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ مذکورہ صورتحال کے بینکاری شعبے کی آمدنی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ بینکوں کی آمدنی پر منفی اثرات

کی عکاسی 2007ء میں بینکاری نظام کے بعد از ٹیکس منافع میں نمایاں کمی سے بھی ہوتی ہے۔¹⁴ یہاں یہ ذہن نشین رہنا ضروری ہے کہ 2007ء میں تموین کی رقوم میں اضافے کی وجہ لازمی فروخت کی شرط کے خاتمے کے یک بارگی اثرات تھے۔

2007ء کے دوران تموین کی رقوم کی بلند سطح کے باعث غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضہ جات (خالص) کا تناسب گر کر 1.1 فیصد کی پست ترین سطح پر آ گیا۔ تاہم، 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں 20 پیسے پوائنٹس کا معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے (شکل 3.7)۔ بینک دار معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ 16 بینکوں میں یہ تناسب صفر اور پست سطح پر ہے۔ بینکاری شعبے کے 28 فیصد اثاثے ان بینکوں کی ملکیت ہیں۔ مزید برآں، مجموعی اثاثوں کا 97.7 فیصد ایسے بینکوں کے پاس ہے جن کے خالص غیر ادا شدہ قرضوں کا تناسب 2007ء کے اختتام پر 5 فیصد سے کم تھا۔

تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالیہ برسوں کے دوران قرضہ جاتی بنیاد میں بڑے پیمانے پر توسیع کے باوجود بینکاری نظام اپنے قرضہ جات کے خطرات کا انتظام چلانے میں خاصا کامیاب رہا ہے۔ تاہم، 2007ء اور اس کے بعد کی مدت میں غیر ادا شدہ قرضوں کے بڑھنے سے اثاثہ جاتی معیار، غیر ادا شدہ

¹⁴ اس مسئلے پر بینکاری نظام کی نفع یابی پر سیکشن 3.4.2 میں تفصیلی بات چیت کی گئی ہے۔

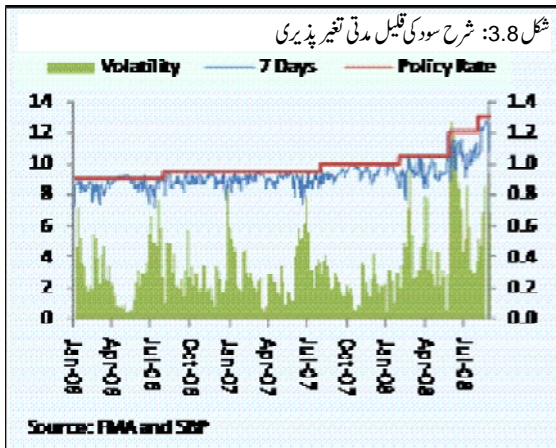


قرضوں کا چند بینکوں میں ارتکاز اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے تمویں کی سخت شرائط کے متعلق خدشات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ صورتحال کے مطابق خطرات کا فراست سے انتظام چلانے کی علامات ہیں۔ دوسری جانب، قرضوں کا چند بڑے قرض داروں¹⁵ اور ٹیکسٹائل شعبے میں ارتکاز بھی ایک اہم مسئلہ ہے اور حالیہ دشوار اقتصادی ماحول میں مشکلات پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ تاہم تاریخی رجحانات پر مبنی خطرہ قرض کے عوامل کی حساسیت کے تجزیے اور تجرباتی لیکن قابل قبول جھٹکوں سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ بینکاری کے شعبے میں معتدل جھٹکوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔¹⁶

3.3.2 خطرہ منڈی

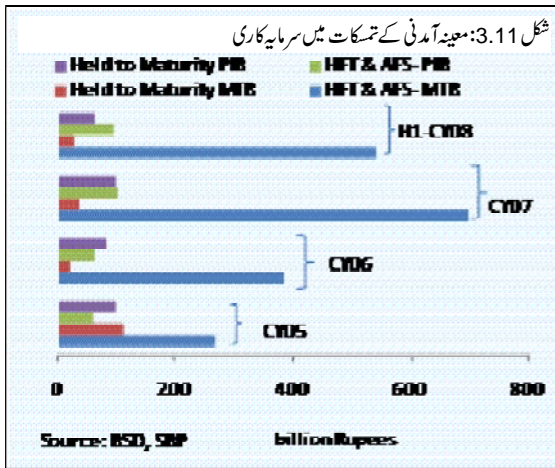
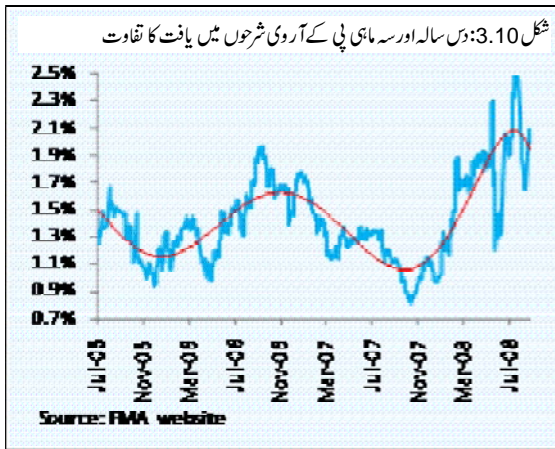
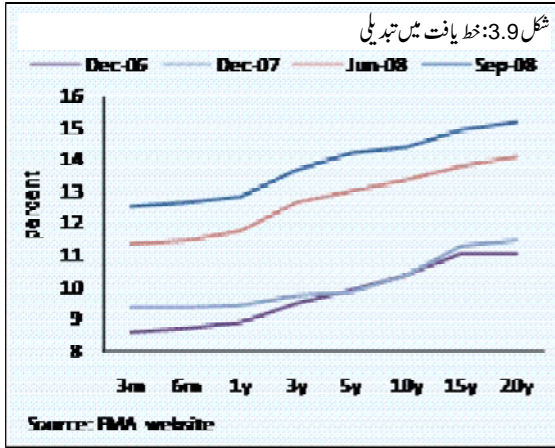
بینکاری نظام کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی مصنوعات کی نوعیت اور اس کی سرمایہ کاری کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں کو منڈی میں خطرات کے جن عوامل کا سامنا ہے ان میں خطرہ، شرح سود کو سب سے بڑا خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری کا 70 فیصد حصہ معینہ آمدنی والے حکومتی تمسکات میں مرکوز ہے۔ جبکہ واجب الادا مجموعی امانتوں میں معینہ امانتوں کا حصہ 2007ء کے اختتام پر تقریباً 30 فیصد تھا جو 2008ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 30.8 فیصد ہو گیا۔ مزید تفصیلی تجزیے کے لیے قیمتاً حساس اثاثوں اور قیمتاً حساس واجبات کے درمیان 'فرق' کو بینکوں کی بیلنس شیٹ پر شرح سود میں ہونے والی تبدیلیوں کے اثرات کا تجزیہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

جہاں تک شرح سود میں ہونے والی تبدیلیوں کا تعلق ہے آخر جون 2007ء کے بعد سے نشانیہ پالیسی ریٹ (سہ روزہ ایس بی پی ریپورٹ) میں خاصا اضافہ ہوا ہے، جس کی وجہ معیشت میں گرانی کا بڑھتا ہوا دباؤ ہے۔ یہ آخر جون 2007ء کے 9.5 فیصد سے بڑھ کر آخر جولائی 2008ء میں 13 فیصد تک پہنچ گیا ہے (شکل 3.8)۔¹⁷ نشانیہ نرخوں میں اضافے کے اثرات کی عکاسی مختلف مدت کی حکومتی تمسکات میں ثانوی منڈی کی بڑھتی ہوئی یافت سے بھی ہوتی ہے۔ دسمبر 2006ء کے بعد سے تمام مدتوں کے تمسکات پر شرح سود میں اضافہ ہوا ہے (شکل 3.9)۔



شرح سود میں اضافے کے علاوہ سال کے دوران خط یافت میں تغیرات بھی آئے ہیں (شکل 3.9)۔ اس کے نتیجے میں خطرہ خط یافت بڑھ جاتا ہے کیونکہ مختلف عرصیت کے تمسکات کی شرح سود میں ہونے والے اضافہ یکساں نہیں تھا۔ خصوصاً 2007ء کے دوران اور 2008ء کی پہلی ششماہی کے بعض قلیل مدتی تمسکات پر شرح سود میں تغیر پذیری یکساں نہیں تھی۔ خط یافت میں بھی سال بسال بنیادوں پر قابل ذکر تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ آخری سرے پر خط یافت بلند سے ہموار سطح پر آ گیا جبکہ 2007ء میں طویل مدت کے دوران اس میں بلندی کا رجحان تھا۔ دس سالہ یافت کی سمت جھکاؤ بینکوں کی جانب سے 2007ء کی پہلی ششماہی میں اس مدت کو زیادہ ترجیح دینے کی عکاسی کرتا ہے، جو منڈی کے ان تصورات سے ہم آہنگ ہے کہ شرح

بڑے کارپوریٹ صارفین کو متعدد بینکوں کے قرضوں تک رسائی حاصل ہوتی ہے، اس لیے وہائی خطرات بڑھ جاتے ہیں۔¹⁵ تفصیلات کے لیے بینکاری نظام کی استقامت پر حصہ 1.5 ملاحظہ فرمائیں۔¹⁶ ڈیکاونٹ ریٹ کو 200 پیس پوائنٹس اضافے کے ساتھ بڑھا کر 15 فیصد کر دیا گیا جو 13 نومبر 2008ء سے نافذ العمل ہے۔¹⁷



سود بلند سطح پر پہنچ گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں نیلامیوں اور ٹائوی منڈی میں 10 سالہ پی آئی بی کی قیمت بھی بڑھ گئی۔ نومبر 2007ء تک مدتی پریمیوم میں کمی کا رجحان جاری تھا جبکہ یکم اگست 2007ء سے پالیسی ریٹ میں ہونے والے 50 بیسس پوائنٹس اضافے کے باعث سہ ماہی ایم ٹی بی کی یافت بڑھنا شروع ہو گئی (شکل 3.10)۔ آنے والے مہینوں میں سہ ماہی مدت کو ترجیح دینے سے بینکوں کی سرمایہ کاری ترجیحات میں یوٹرن کی عکاسی ہوتی ہے کیونکہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے ڈسکاؤنٹ ریٹ میں بار بار اضافے کے باعث انہوں نے شرح سود کے متعلق قلیل مدتی طرز فکر کو اختیار کیا ہے۔¹⁸ دس سالہ اور سہ ماہی پی کے آروی کے نرخوں میں یافت کے تفاوت میں ہونے والی تبدیلیاں خط یافت کی ہیئت کو ظاہر کرتی ہیں جبکہ تفاوت میں اضافہ خط یافت کے اوپر کی جانب رخ کی عکاسی کرتا ہے۔

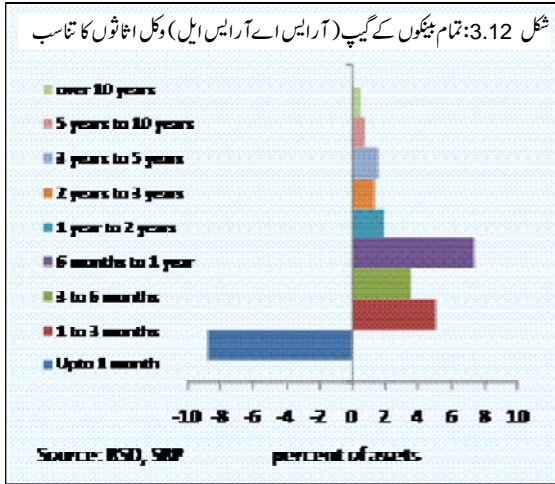
کافی مقدار میں مختلف عرصیت کے معین آمدنی تمسکات رکھنے والے بینکوں پر مالیت کے دوبارہ تعین اور خط یافت کے خطرات خاصے اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2007ء میں ان کے معین آمدنی حکومتی تمسکات میں 57.6 فیصد کی خاطر خواہ سال بسال نمو ہوئی ہے۔ اس سرمایہ کاری کی درجہ بندی سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمسکات برائے تجارت اور تمسکات برائے فروخت کا حصہ 2006ء کے 81.4 فیصد سے بڑھ کر 85.6 فیصد تک پہنچ گیا ہے (شکل 3.11)۔¹⁹ چونکہ ان زمروں کے تمسکات کی منڈی میں نشاندہی ضروری ہوتی ہے، اس لیے بلند شرح سود کے ماحول میں سرمایہ کاری کے اجزائے ترکیبی سے اندازہ ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کو مالیت کے دوبارہ تعین میں نقصانات کے سامنے کا خطرہ درپیش ہو سکتا ہے۔ چونکہ ریپوبلین دین میں حکومتی تمسکات کے ایچ ٹی ایم زمرے کو بطور ضمانت استعمال نہیں کیا جاسکتا،²⁰ اس لیے بینکوں نے 2007ء میں سیالیت کے انتظام کے لیے اپنی سرمایہ کاری کے بڑے حصے کی حکومتی تمسکات میں سرمایہ کاری کو ترجیح دی ہے، خصوصاً ایم ٹی بیز کے تمسکات برائے تجارت و تمسکات برائے فروخت میں۔ 2008ء کی پہلی ششماہی میں بھی یہی رجحان نمایاں نظر آتا ہے تاہم شکل

3.11 سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مدت میں قرضوں کی بلند نمو کو مد نظر رکھتے ہوئے بینکاری نظام کے مجموعی معینہ آمدنی تمسکات کے حجم میں کمی آئی ہے۔ اس 18 اسٹیٹ بینک نے سال 2008ء میں چار مرتبہ پالیسی ریٹ میں اضافہ کیا ہے۔ جنوری میں 50 بیسس پوائنٹس، مئی میں 150 بیسس پوائنٹس، جولائی میں 100 بیسس پوائنٹس اور نومبر میں 200 بیسس پوائنٹس بڑھائے گئے۔

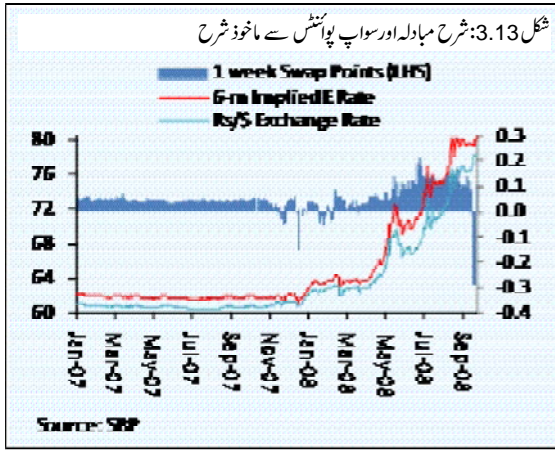
¹⁹ اسٹیٹ بینک نے بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان کی درجہ بندی مختلف زمروں میں کی ہے۔ اس کی اہم وجہ بینکوں کے سرمایہ کاری جزدان کی عمدہ قدر کو یقینی بنانا ہے۔ سرمایہ کاری کے مختلف زمروں میں منڈی کی قدر و قیمت اور منجھے اور مالیت کے دوبارہ تعین کے فاضل / خسارہ نکالنے کے لیے مختلف اصول مقرر ہیں۔

²⁰ اب بینکوں کو اسٹیٹ بینک کی ریپوبلٹ / ڈسکاؤنٹ ونڈو سے ”عرصیت تک برقرار“ کے زمرے کے تمسکات پر قرض گیری کی اجازت ہے۔ اس قرض گیری کا اطلاق ایس ایل آر سے متجاوز رقم پر ہوتا ہے۔ جبکہ عرصیت تک برقرار زمرے کے تمسکات کے ریپوبلٹ دین پر پابندی ابھی تک برقرار ہے۔ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 23 تاریخ 13 اکتوبر 2008ء۔

تبدیلی کے بینکاری شعبے کی مالیت کے دوبارہ تعین کے خطرے پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔



فرق کے تجزیے کے لحاظ سے یافت میں تبدیلیوں سے زخموں کے ازسرنو تعین کے خطرات پیدا ہوتے ہیں، خصوصاً ان بینکوں کے لیے جن کے حساس قیمت اثاثوں پر مبنی تمسکات اور واجبات کے مابین نمایاں فرق موجود ہے۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی اثاثوں کے لحاظ سے فرق مجموعی واجبات کی معیاری حدود کے اندر ہے۔ اس کی معیاری حد 10 فیصد (مثبت یا منفی) ہے۔ ایک ماہ کی مدت کے حساس قیمت اثاثوں کی عرصیت، حساس قیمت واجبات (مجموعی اثاثوں کا فیصد) سے کم ہے، جو اس مدت میں بینکوں کے لیے خطرہ شرح سود کو ظاہر کرتا ہے (شکل 3.12)۔ ایسے منفی فرق سے بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں اس عدم مطابقت کو دور کرنے کی لاگت بلند ہو سکتی ہے۔

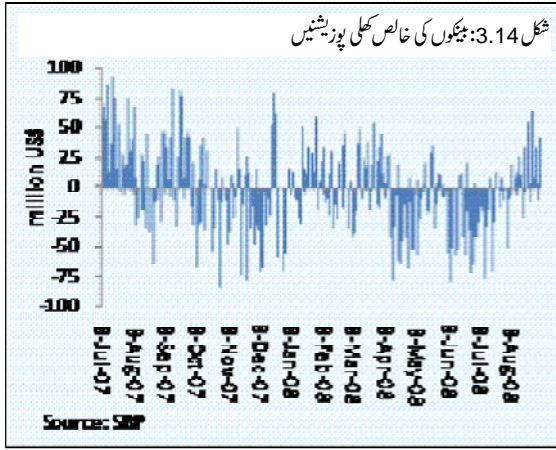


اب ہم منڈی کے ایک اور اہم رسک خطرہ کرنسی کا رخ کرتے ہیں جو کہ شرح مبادلہ میں تبدیلیوں کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ خصوصاً، غیر ملکی کرنسی کے اثاثوں اور واجبات کی قدر میں تبدیلی براہ راست کرنسی کے خطرے کو جنم دیتی ہے۔ 2006ء کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 1.8 فیصد کمی ہوئی جبکہ 2007ء میں بھی جاری کھاتے کے توازن میں ابتری کے باعث یہ رجحان جاری رہا۔²¹ 2007ء کے آغاز میں ڈالر کے مقابلے میں روپیہ کی

قیمت 60.9 روپے تھی جو کہ سال کے آخر تک بڑھ کر 62 روپے تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد آنے والے مہینوں میں بیرونی جاری حسابات پر دباؤ اور زرمبادلہ کے بڑھتے ہوئے خالص اخراج کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی قدر میں تیزی سے تخفیف ہوئی ہے اور نومبر 2008ء کے آخر میں یہ فی ڈالر کے مقابلے میں 78 روپے پر پہنچ گیا (شکل 3.13)۔

بینکاری شعبے کے زرمبادلہ کے اکتشاف کی عکاسی خالص کھلی پوزیشن (این او پی) کے اہم پیمانے سے بھی ہوتی ہے، شکل 3.14 سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیر جائزہ مدت کے دوران بینکوں کی خالص آزاد پوزیشن 100 ملین ڈالر (منفی / مثبت) کی حد میں رہی ہے۔ مثبت این او پی کی صورت میں بینکوں کو مقامی کرنسی کی تخفیف قدر سے فائدہ پہنچے گا کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ملکی کرنسی میں اثاثے ان کے غیر ملکی کرنسی کے واجبات سے زائد ہیں۔ منفی این او پی کی صورت میں بینکوں کو مقامی کرنسی کی تخفیف سے نقصان ہوتا ہے اور اس کے تسلسل سے شرح مبادلہ پر دباؤ بھی بڑھ سکتا ہے۔ مارچ۔ جون 2008ء کے دوران یہ عنصر مزید نمایاں ہوتا ہے کیونکہ اس مدت کے دوران روپے کی قدر میں 8.2 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار کی حساسیت کے تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بینکوں کے براہ راست اکتشاف کا خطرہ کرنسی پر مثبت اثر پڑتا ہے کیونکہ بینکاری نظام 2007ء میں مثبت این او پی کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہا ہے۔ مقامی کرنسی میں 13 فیصد کمی تخفیف سے شرح کفایت سرمایہ میں 10 بیسیس پوائنٹس کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بھی روپے کی قدر میں 9.6 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔

²¹ 2006ء اور 2007ء کے دوران مقامی کرنسی کو سہارا دینے کے لیے ترسیلات زور سرمایہ کاری سے بیرونی سرمائے کی آمد اور اسٹیٹ بینک کی مداخلت سے مقامی کرنسی کی قدر کو کسی حد تک مستحکم رکھنے میں مدد ملی۔ تاہم سال 2007ء کی دوسری ششماہی اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ اور آمد سرمایہ میں کمی روپے ڈالر کی قدر پر دباؤ کا باعث بنی ہے۔
²² خالص کھلی پوزیشن غیر ملکی کرنسی کے اثاثوں اور واجبات بشمول آف بیلنس شیٹ ایشیا کے مابین پایا جانے والا فرق ہے۔



اگرچہ شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کے بینکیوں کے زر مبادلہ کے اکتشاف پر زیادہ اثرات مرتب نہیں ہوتے تاہم کرنسی کے بالواسطہ خطرات تشویشناک ہیں کیونکہ ان کا تعلق شرح مبادلہ میں خاصی کمی کے نتیجے میں قرض دار کی عدم ادائیگی کی صلاحیت سے ہوتا ہے۔

اس کا پس منظر²³ یہ ہے کہ 9/11 کے بعد رونما ہونے والے واقعات کے نتیجے میں روپے کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کے باعث زر مبادلہ کے قرضوں کی طلب بڑھ گئی۔ اس سے قبل پاکستان میں برآمدات کی مالکاری اسٹیٹ بینک کی برآمدی نو مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) کے تحت کی جاتی تھی۔ مالی سال 2003ء میں زر مبادلہ کے قرضوں میں خاصی نمو ہوئی جبکہ ای ایف ایس کی

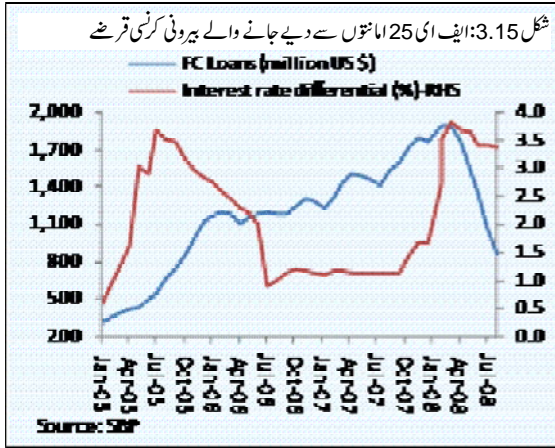
طلب پست سطح پر تھی۔ مالی سال 2004ء کے دوران ای ایف ایس کے نرخوں اور لائبر کے مابین شرح سود کے تفرق کی وجہ سے یہ قرضے واپس کیے گئے۔ یہ شرح سود مذکورہ مدت میں ایک فیصد سے کم تھا جس کے نتیجے میں ای ایف ایس کی طلب میں دوبارہ اضافہ ہو گیا۔ مالی سال 2005ء کی پہلی ششماہی میں بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کی بدولت شرح مبادلہ پر دباؤ بڑھتا گیا اور زر مبادلہ کے قرضوں میں کمی ہو گئی۔ مالی سال 2004ء کے مقابلے میں اس کے کرنے کی رفتار تیز تھی۔ اکتوبر 2005ء میں بلند ترین سطح پر پہنچنے کے بعد شرح مبادلہ میں استحکام کی وجہ سے اس رجحان کا خاتمہ ہو گیا جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ای ایف ایس قرضوں پر شرح سود کا تفرق بھی دوبارہ بڑھ گیا۔ جولائی تا دسمبر مالی سال 2005ء میں غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں 33.6 ارب روپے کی کمی ہوئی اور ای ایف ایس قرضوں میں 14.9 ارب روپے کا اضافہ ہو گیا۔ جبکہ جنوری تا اپریل مالی سال 2005ء میں غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں 9.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ ای ایف ایس قرضوں میں 8.4 ارب روپے بڑھے تھے۔

اپریل مالی سال 2005ء کے بعد سے مسلسل زری سخت گیری، شرح سود کا بڑھتا ہوا تفرق اور مستحکم شرح مبادلہ کے باعث مالی سال 2006ء و 2007ء کے دوران ای ایف ایس-25 امانتوں پر غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ خصوصاً تجارتی مالکاری کے لیے غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں مالی سال 2006ء کے دوران 697 ملین ڈالر اور مالی سال 2007ء میں 268 ملین ڈالر کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ مالی سال 2007ء میں ای ایف ایس کے تحت مجموعی تقسیم بڑھ کر 328.6 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ مالی سال 2006ء کے 2.82 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 2007ء کے دوران اوسط شرح سود تفرق میں 1.12 فیصد کمی نے مالی سال 2007ء میں غیر ملکی کرنسی کے قرضوں کے حجم کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم بعد میں ایک بار پھر اس رجحان میں تبدیلی آگئی اور جنوری 2008ء میں شرح سود کے بڑھتے ہوئے تفرق کی وجہ سے غیر ملکی کرنسی کے قرضوں کی طلب میں اضافہ ہوتا رہا۔ بعد ازاں شرح مبادلہ میں تغیر پذیری کے نتیجے میں تجارتی مالکاری کے لیے غیر ملکی قرضوں کے استعمال میں خاصی کمی آئی کیونکہ روپے کی قدر میں تیزی سے کمی کے باعث درآمد کنندگان نے غیر ملکی کرنسی کے قرضوں کی فوری ادائیگی شروع کر دی تھی۔ آخر اگست مالی سال 2009ء تک ای ایف ایس-25 امانتوں پر درآمد کنندگان کے لیے تجارتی مالکاری کم ہو کر 188 ملین ڈالر رہ گئی ہے جو کہ آخر جنوری مالی سال 2008ء تک 270 ملین ڈالر کی بلند سطح پر تھی۔ اسی طرح برآمدات کے لیے تجارتی مالکاری گھٹ کر 470 ملین ڈالر رہ گئی جو آخر مارچ مالی سال 2008ء تک 733 ملین ڈالر تھی۔

غیر ملکی کرنسی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے میں غیر ملکی کرنسی میں قرض گیری کی سطح بہت پست ہے کیونکہ غیر ملکی کرنسی کے مجموعی قرضوں میں مقامی قرض گیروں (228.4 ارب روپے) کا حصہ آخر جون 2008ء تک بینکاری نظام کے مجموعی قرضوں کا صرف 7.3 فیصد بنتا ہے، جبکہ یہ آخر سال 2007ء تک 9.8 فیصد تھا۔ جیسا کہ تفصیلی بحث کی جا چکی ہے کہ بینک مذکورہ قرضوں کے ایک حصے کی مالکاری ای ایف ایس-25 امانتوں کی اسکیم کے تحت کر رہے ہیں۔²⁴ ای ایف ایس-25 امانتوں کے استعمال کے لحاظ سے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان امانتوں پر لیے گئے غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں فروری 2008ء کے بعد سے مذکورہ عوامل کے باعث مسلسل کمی واقع ہوئی ہے (شکل 3.15)۔ خصوصاً آخر اگست 2008ء کے بعد سے واجب الادا رقم کم ہو کر 862 ملین ڈالر رہ گئی ہے جو کہ آخر فروری 2008ء میں 1881 ملین ڈالر کی بلند سطح پر تھی۔ ان میں سے 60 فیصد قرضے برآمدی مالکاری کے

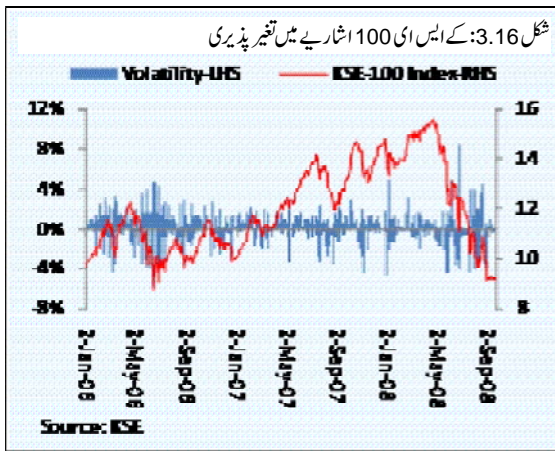
²³ اس پیراگراف میں کمی جانے والی بحث اعداد و شمار کی حدود کے باعث مالی سال پر مبنی ہے اور اسے زیادہ تر تیسرے باب، مالی نظام، مالی نظام کا جائزہ 2004ء، بینک دولت پاکستان سے لیا گیا ہے۔

²⁴ ای ایف ایس نمبر-25-20 جون 1998ء۔

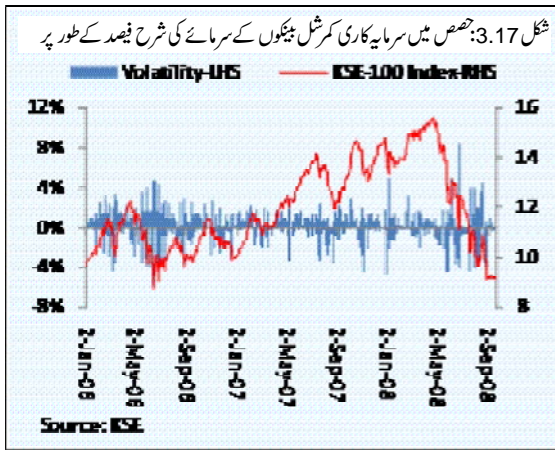


لیے دیئے گئے، اس لیے وہ زرمبادلہ میں مضر تبدیلیوں سے محفوظ رہے۔ معلومات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس ذریعے سے بینکوں کے لیے کرنسی کا خطرہ قابل انتظام حدود میں ہے۔

خطرہ منڈی کے دیگر ذرائع میں خطرہ ایکویٹی زرخ شامل ہے جس کا تعلق اسٹاک مارکیٹ کی متغیر نوعیت سے ہوتا ہے۔ یہ خطرہ بھی ضابطہ کاروں کے لیے باعث تشویش ہے۔ اگرچہ 2007ء کے بیشتر حصے میں کے ایس ای-100 انڈکس میں تغیر پذیری کی سطح پست رہی ہے تاہم نومبر کے بعد سے سیاسی عدم استحکام کے تسلسل اور مجموعی معاشی صورتحال میں اتتری کے باعث اس کی تغیر پذیری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے (شکل 3.16)۔²⁵



2007ء کے دوران بینکوں کے بلا واسطہ ایکویٹی کے اکتشاف میں 37 فیصد کی نمو ہوئی ہے جو 2006ء میں 27.4 فیصد تک رہی تھی۔ مطلق معنوں میں یہ گذشتہ سال کے 43.3 ارب روپے کے مقابلے میں بڑھ کر 59.4 ارب روپے ہوئی۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار کے مطابق اپریل 2008ء میں 15,676 پونٹس کی بلند ترین سطح کو چھونے کے بعد بینکوں کی ایکویٹی کا اکتشاف کم ہو کر 48.3 ارب روپے رہ گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی جانب سے مرتب کردہ محتاطیہ ضوابط کے تحت بینکوں کے اکتشاف ایکویٹی کو ان کے متعلقہ سرمائے کی بنیاد سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ اس تناظر میں 2007ء کے دوران ایکویٹی کے اکتشاف میں اضافے کے حصص میں سرمایہ کاری و بینکوں کے سرمائے کے تناسب پر معمولی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔²⁶ حصص میں مجموعی سرمایہ کاری تھوڑے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 10.9 فیصد ہوئی جو 2006ء میں 10.8 فیصد تک رہی تھی۔ بینکوں کے لحاظ سے پوزیشن ظاہر کرتی ہے کہ درمیانی تہ کے حامل بینکوں کی سرمایہ کاری کا ایکویٹی میں بڑا حصہ ہے (شکل 3.17)۔ ایسی سرمایہ کاری ایکویٹی کے خطرہ قیمت کے مقابلے میں ضرر پذیر ہوتی ہے۔ 2007ء کے اعداد و شمار پر مبنی حساسیت کے تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں میں کے ایس ای 100 اشاریے میں 40 فیصد تک کمی کو برداشت کرنے کی سکت موجود ہے کیونکہ ایسے حصص پر فاضل بئنگ کی شکل میں خاصی اعانت موجود ہے۔ 2007ء کے دوران حصص میں سرمایہ



کاری پر مجموعی فاضل بڑھ کر 5.7 ارب روپے تک پہنچ گیا جو گذشتہ سال 4.8 ارب روپے تک رہا تھا۔ 2008ء کے اعداد و شمار کے مطابق بیکاری شعبے کے پاس اب بھی 4.8 ارب روپے مالیت کی دوبارہ تعین کرنے والی فاضل رقوم موجود ہیں، اس کے باوجود کہ کے ایس ای 100 اشاریہ آخر جون

25 تفصیلات کے لیے دیکھئے ساتواں باب، ”مالی منڈیوں کے استحکام کا جائزہ“، حصہ 7.4۔

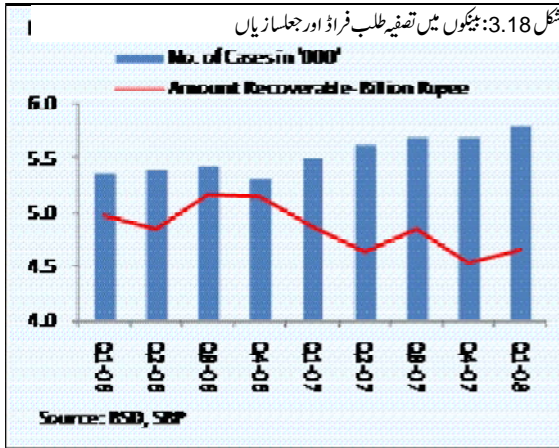
26 حصص میں بینکوں کی سرمایہ کاری کی سطح اس کے سرمائے سے منسلک ہوتی ہے۔ محتاطیہ ضوابط کے تحت ضروری ہے کہ حصص میں روایتی بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری کو ان کی ایکویٹی کے 30 فیصد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے (اور اسلامی بینکوں کے لیے 35 فیصد)۔ یہ حد امانتیں لینے والے ترقیاتی مالیاتی اداروں کے لیے 45 فیصد ہے۔ دیکھئے بی پی آر ڈی سرگرمی نمبر 30 تاریخ 26 اکتوبر 2008ء۔

2008ء تک اپنی بلند ترین سطح سے 27.6 فیصد نیچے آچکا تھا۔ مزید برآں، تجزیے کے مطابق کے ایس ای 100 اشاریے میں مزید 50 فیصد کمی کا بینکاری نظام کی کفایت سرمایہ پر 42 پیسے پوائنٹس اثر پڑے گا۔ کے ایس ای میٹجمنٹ کی جانب سے 28 اگست 2008ء سے 9144 کی حد مقرر کرنے سے توقع ہے کہ ایکویٹی کا خطرہ سال کی دوسری ششماہی میں برقرار رہے گا۔

منڈی کے خطرے کے جائزے کا خلاصہ یہ ہے کہ شرح سود کا خطرہ بینکاری نظام میں منڈی کے خطرے کا اہم محرک ہے۔ سال کے دوران خطیافت میں ہونے والی تبدیلیوں نے بینکوں کے لیے شرح سود کے خطرے کو بڑھا دیا ہے جبکہ ان کے حساس قیمت اثاثوں کی عرصیت اور واجبات میں منحنی فرق موجود ہے۔ روپے کی قدر میں کمی بینکاری نظام کے لیے بلا واسطہ خطرہ نہیں بنتی کیونکہ ان کے غیر ملکی اثاثے، واجبات کے مقابلے میں زیادہ ہیں اور غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں ان کے اکتشاف کی سطح بے حد پست ہے۔ اکتشاف میں اضافے کے باوجود ایکویٹی کے خطرے کا بلا واسطہ اکتشاف سرمائے کے لحاظ سے اب بھی مذکورہ حدود میں ہے۔ اس لیے ایکویٹی قیمت کا خطرہ بھی معمولی ہے اور توقع ہے کہ یہ بینکوں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کے لیے کوئی بڑا خطرہ نہیں بنے گا۔

3.3.3 آپریشنل خطرہ

آپریشنل خطرہ اپنے آپریشنز کی نوعیت کے باعث مالی اداروں کی خصوصیت ہے جسے ان کے ادارے کے انتظام خطرہ کا ایک اہم جز سمجھا جاتا ہے۔ پیداواری، مسابقتی اور مستقل بہتری کو یقینی بنانے کا مطلب بروقت، اطمینان بخش اور آپریشنل فیصلے کرنا ہے۔ تاہم کسی بھی وقت آلات کی خرابی، لوڈ شیڈنگ، دہشت گردی، رسدی کڑیوں میں رکاوٹیں یا ای کامرس کی ناکامی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جس کے کاروبار پر نقصان دہ اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، ادارے کی ساکھ اور شیئر ہولڈر کی قدر متاثر ہو سکتی ہے۔ اس سبب کا صنعت پر ڈومینو اثر ہو سکتا ہے، اس لیے یہ ضابطہ کاروں کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ بینکوں میں ہنگامی منصوبہ بندی کو یقینی بنائیں اور ایسے حالات سے عہدہ براہونے کے لیے انہیں تیار رہنا چاہیے جو ان کے آپریشنز کے تسلسل کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔²⁷



عملی طور پر یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ اگلا واقعہ کب اور کیسے مالی اداروں کے آپریشنز کو متاثر کرے گا۔ لیکن ذہانت اور منصوبہ بندی کے ذریعے مشکلات کو کم کیا جاسکتا ہے۔ کچھ آپریشنل خطرے چھوٹے اور پائیدار ہیں جبکہ دوسرے بڑے ہیں تاہم ان کا سامنا کم ہی ہوتا ہے۔ کاروباری خطرات کے موثر انتظام کے لیے ایک منظم طریقہ عمل ضروری ہے۔ آپریشنل خطرے کو ان زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: (1) عملے کی غلطیاں (2) نظام کی ناکامی (3) مادی اثاثوں کو ہونے والے دیگر نقصانات جیسے آگ، سیلاب وغیرہ اور (4) فراڈ اور دیگر مجرمانہ سرگرمیاں۔

گذشتہ برسوں کے دوران بینکاری صنعت آپریشنل خطروں کے اسباب و اثرات جیسے اظہاریوں سے روشناس ہو چکی ہے۔ تاہم مقداری اور وضعی طرز فکر کے ذریعے آپریشنل خطرات کی پیشکش کے لیے کچھ ماڈلز اور تکنیکوں کا موثر نفاذ ضروری ہے۔

بینکوں میں آپریشنل خطرے کے انتظام کے لیے عمدہ کاروباری طریقوں کے نفاذ کی کوششوں کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے بھی بینکوں کے اندرونی ماحول کو لاحق خطرات کی سنگینی کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لیے مرکزی بینک بینکاری نظام میں دھوکہ دہی اور جھلسازی کے واقعات کی تعداد اور حجم پر نظر رکھتا ہے۔ 2007ء میں دھوکہ دہی اور جھلسازی کے واقعات 2,949 سے کم ہو کر 2,324 ہو گئے اور ان میں رقوم کی مالیت 1.7 ارب روپے بنتی ہے۔ جہاں تک دھوکہ دہی اور جھلسازی کے غیر تصفیہ شدہ معاملات کا تعلق ہے، ان واقعات پر قابل بازیابی رقم 2007ء کے آخر میں کم ہو کر 4.5

²⁷ اسٹیٹ بینک نے انتظام خطرہ کی رہنما ہدایات متعارف کرائی ہیں جس میں کمرشل بینکوں اور ترقیاتی مالیاتی اداروں کے لیے انتظام خطرہ پر ایک مکمل سیکشن دیا گیا ہے۔

جدول 3.7: بینکاری نظام میں فراڈ اور جلسازی رقم بلین روپے میں

زمرہ	واقعات کی تعداد	رقم
جن واقعات سے متعلق 2007ء میں معلوم ہوا		
نگین	22	879.2
اوسط	143	502.1
معمولی	2,159	278.7
کل	2,324	1,660.0
31 دسمبر 2007ء تک تفتیش طلب واقعات کی تعداد		
نگین	162	2852.9
اوسط	385	982.6
معمولی	5,150	702.2
کل	5,697	4,537.6
فراڈ اور جلسازی کے واقعات کے پیمانے		
نگین فراڈ	10 سے زائد	
اوسط شدت کے فراڈ	1 سے 10	
معمولی شدت کے فراڈ	1 سے کم	

ماخذ: شعبہ بینکاری پالیسی اور ضوابط، بینک دولت پاکستان

ارب روپے تک پہنچ گئی ہے جبکہ گذشتہ سال یہ رقم 5.2 ارب روپے تھی (شکل 3.18)۔

بینکوں کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ دھوکہ دہی اور جلسازی کے سنگین مقدمات (ایک کروڑ و اس سے زائد رقم پر مشتمل) سال کے دوران ہونے والے مجموعی واقعات کا 0.95 فیصد بنتے ہیں جبکہ ایسے مقدمات پر واجب الادا رقم، مجموعی واجب الادا رقم کا 53 فیصد بنتی ہیں (جدول 3.7)۔

جہاں تک آپریشنل خطرات کی متعین مقدار کا تعلق ہے یہ مالی اداروں کے لیے ایک نیا گوشہ ہے اور ابھی تک بینک اس کے باضابطہ ماڈلز کی تیاری کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ پاکستان اور عالمی سطح پر مالی اداروں کو درپیش چیلنجز یہ ہیں؛ آپریشنل خطرات سے ہونے والے نقصانات کے متعلق ناکافی اعداد و شمار، خطرات کی سطح کا تعین کرنے کے لیے مربوط طریقے اور مہارت کی مطلوبہ سطح، اداروں و نظاموں کے مالکان سے متعلقہ مختلف قسم کے آپریشنل خطرات اور خطرات کے غیر واضح اسباب و اثرات۔ صورتحال سے عہدہ براہونے کے لیے اسٹیٹ بینک بینکاری اداروں کے آپریشنل خطرے کے انتظام کے تیز رفتار نظاموں کے معیارات کو بہتر بنانے کے لیے مسلسل کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔

جدول 3.8: بینکاری شعبے کو نقصانات

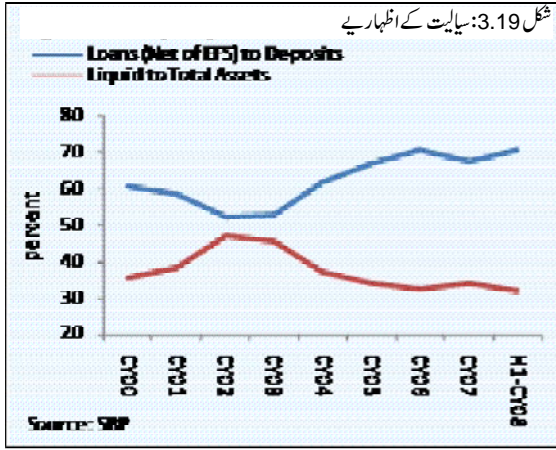
مجموعی	کلی	بڑی
699	290	409
1193.4	894.8	298.6

متاثرہ شاخوں کی تعداد
نقصان کی مالیت: بلین روپے
ماخذ: شعبہ بینکاری پالیسی اور ضوابط، بینک دولت پاکستان

2007ء میں اور 2008ء کی پہلی ششماہی میں آپریشنل خطروں کے متعلق دو کیسز سرخیوں کی زینت بنے تھے۔ ان میں سے ایک 27 دسمبر 2007ء کو پی پی پی کی چیئر پرسن اور سابق وزیر اعظم بینظیر بھٹو کے قتل کے بعد رونما ہونے والے واقعات ہیں، جس کے نتیجے میں ملک گیر فسادات ہو گئے اور تشدد و جانسدا کو نقصان پہنچانے کے واقعات نے بینکاری شعبے کو بھی متاثر کیا۔ اس واقعے کے بعد اسٹیٹ بینک کو بتایا گیا کہ 11.2 ارب

روپے کے نقصانات ہوئے ہیں (جدول 3.8)۔ دوسرا واقعہ ایک بڑے سرکاری بینک سے متعلق تھا۔ مارچ 2008ء میں اس کی خود کار تھلا مشینوں سے دیگر بینکوں کے کارڈ ہولڈرز نے جلسازی کر کے 21 بلین روپے کی رقم نکلوا لیں۔ جس کے بعد اس بینک کو عارضی طور پر اپنی ون لنک سروس کو معطل کرنا پڑا۔ اس جلسازی کی اہم وجہ سافٹ ویئر میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کے کوڈ کی تبدیلی اور خود کار تھلا مشینوں کی بے قاعدہ ادائیگی و چھتائی ہے۔

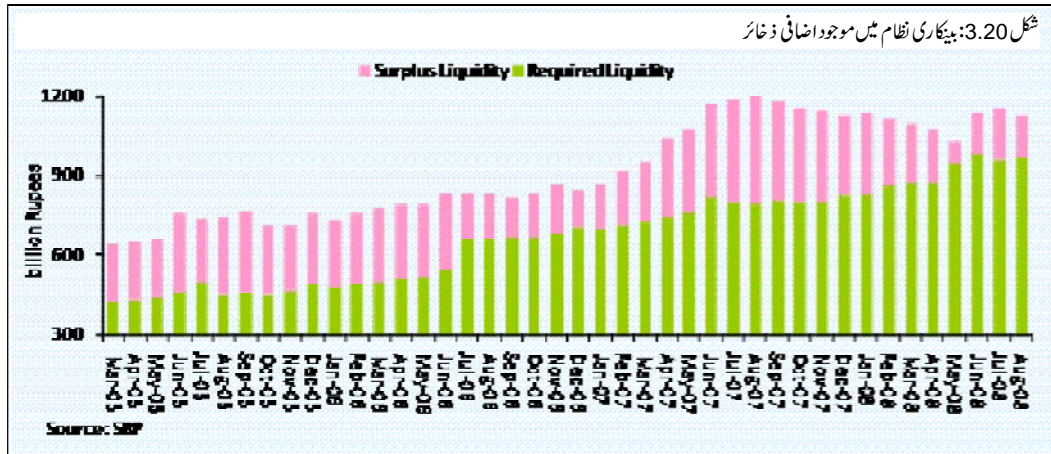
اس ضمن میں اسٹیٹ بینک نے مالی استحکام اور بینکاری شعبے کی مالی صحت کو یقینی بنانے کے لیے بازل دوئم فریم ورک کے نفاذ کے ذریعے متعدد اقدامات کیے جن میں آپریشنل خطرات کو مد نظر رکھا گیا ہے جبکہ آپریشنل خطرات کو کم کرنے کے لیے بینکاری شعبے کی تیاری کی حالت میں مزید اضافے کے لیے باقاعدگی سے رہنما ہدایات بھی جاری کی جارہی ہیں۔ اگرچہ اسٹیٹ بینک نے معیاری طرز فکر کی سفارش کی ہے تاہم بینک دونوں دستیاب طریقوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ یکم جنوری 2008ء سے آپریشنل خطرات کے مقابلے میں سرمائے کے چارجز اخذ کرنے پر مبنی بنیادی اظہاریہ طریقے یا معیاری طریقے کو استعمال کر سکتے ہیں۔ 2008ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثے 4011.7 ارب روپے تھے جبکہ آپریشنل خطرہ بہ وزن اثاثے 449.6 ارب روپے پر تھے جو مجموعی خطرہ بہ وزن اثاثوں کا 11 فیصد بنتے ہیں۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ آپریشنل خطرات کے چارجز کے باوجود سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کا تناسب 10 فیصد سے زائد کی بہتر سرمایہ جاتی حدود میں ہے۔



3.3.4 سیالیت کا خطرہ

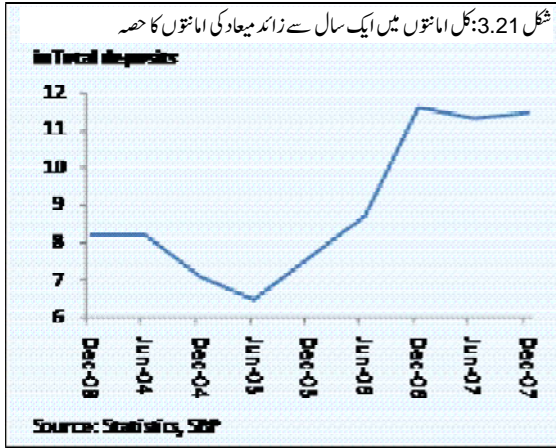
عالمی مالیاتی منڈیوں میں موجودہ افراتفری سیالیت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ شائستہ طریقے سے اس کے انتظام کی ضرورت کا بھی احساس دلاتی ہے۔ گزشتہ چند ماہ کے دوران دنیا بھر کے ضابطہ ساز اداروں اور مرکزی بینکوں نے مالیاتی اداروں کی طرف سے سیالیت کے انتظام کو مستحکم کیے جانے کی غرض سے بعض اقدامات کیے ہیں۔ پاکستان میں سیالیت کے خطرے کا اندازہ لگانے کے لیے ”کمیل“ (CAMEL) نگران فریم ورک کے تحت سیالیت کے معیاری اظہارے استعمال کیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اثاثوں کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلیوں کے باعث 2007ء کے دوران شعبہ بینکاری کی سیالیت (2006ء کے مقابلے میں) بہتر ہوئی ہے جیسا کہ سیکشن 3.2 میں بحث کی جا چکی ہے (شکل 3.19)۔

پورے 2007ء اور 2008ء کے نصف اول کے دوران اسٹیٹ بینک نے ڈسکاؤنٹ ریٹ اور مطلوبہ نقد محفوظ کو بڑھا کر سخت زری پالیسی برقرار رکھی، تاہم حکومت کی طرف سے (مالی سال 2008ء) میں اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض گیری کے اثرات کے پیش نظر بازار زر کے سودوں کے ذریعے کی گئی زری سختی کی سطح سال کے دوران بدلتی رہی۔ حکومتی قرض گیری سے بڑھ جانے والی سیالیت خالص غیر ملکی اثاثوں میں زبردست کمی کی وجہ سے کسی حد تک ختم ہو گئی۔ مالی سال 2008ء کے دوران بالخصوص بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں 316.4 ارب روپے کی کمی ہوئی جبکہ مالی سال 2007ء میں ان میں 274.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ ان تبدیلیوں کے باوجود سیالیت کا بڑا ذریعہ پہلے کی طرح، (ترسیلات کی اضافی آمد کی صورت میں) امانتوں اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں ہونے والی نمو تھی۔



امانتوں کے لحاظ سے قرضوں کی نسبت میں، جو کہ سیالیت کا اظہار یہ ہے، اس میں خصوصاً 2007ء کی دوسری ششماہی سے اضافے کا رجحان دیکھا گیا ہے حالانکہ 2003ء سے 2006ء کے دوران امانتوں میں سالانہ 18 فیصد اوسط نمو پائی گئی (شکل 3.19)۔ تاہم موجودہ زری سختی کے باعث 2007ء کے دوران قرضوں میں نمو کا سلسلہ برقرار نہ رہ پایا۔ تقویمی سال کے دوران پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس اور بینکوں کے نقد محفوظ میں اضافہ ہوا۔ خصوصاً مبادی واجبات کے لیے 3 فیصد مطلوبہ نقد محفوظ کی پابندی کو ختم کر دیا گیا، اور عند الطلب واجبات کی تعریف میں ردوبدل کرتے ہوئے ایک سال تک عرصیت والی معین امانتوں کو ان میں شامل کر دیا گیا۔²⁸ مطلوبہ نقد محفوظ ہفتہ وار بنیاد پر 7 فیصد ہی رہا تاہم یومیہ کم از کم نقد 18 جنوری 2007ء سے 4

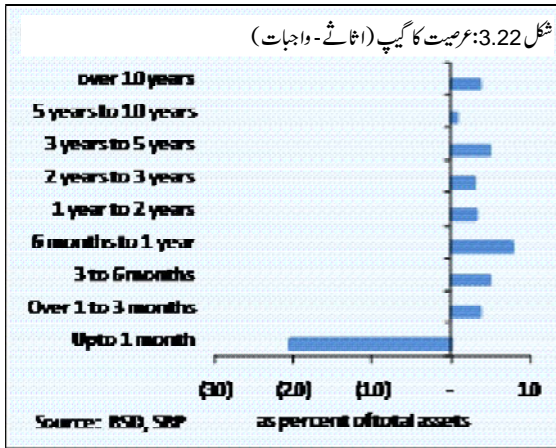
²⁸ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 4 بتاریخ 4 اگست 2007ء۔



فیصد سے بڑھا کر 6 فیصد کر دیا گیا۔²⁹ زری سختی کے ان تمام اقدامات کے نتیجے میں امانتوں کے لحاظ سے قرضوں کی نسبت میں کمی آنے لگی اور 2007ء کے اختتام پر 67.1 فیصد ہوگی (دیکھئے شکل 3.19)۔

زری سختی نے 2007ء کے دوران نا صرف قرض کے پھیلاؤ کی روک تھام کی بلکہ بینکوں کے سیال اثاثوں کی مقدار میں بھی اضافہ کیا۔ بینکوں کے اضافی محفوظ ذخائر میں تیزی سے ہونے والا اضافہ شکل 3.20 میں دیکھا جاسکتا ہے۔

تازہ ترین اہم تبدیلی یہ ہے کہ کمی کا یہ سلسلہ 2008ء کے نصف اول کے دوران برعکس ہو کر اضافے کی طرف چلا گیا اور گرانی میں اضافے نے حقیقی شرح سود کو منفی کر دیا جس سے نئی قرض گیری میں پھر سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ نتیجتاً 2008ء کے نصف اول کے اختتام تک امانتوں کے



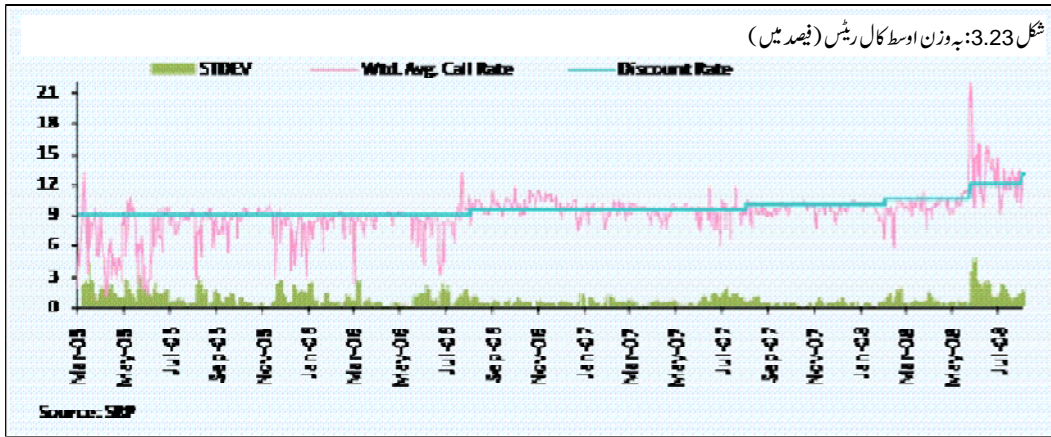
لحاظ سے قرضوں کی نسبت، اس عرصے میں امانتوں میں 8.7 فیصد نمو کے باوجود 70.4 فیصد تک چلی گئی۔ اس صورتحال میں اور گرانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے سبب مرکزی بینک نے مئی اور جولائی 2008ء میں زری پالیسی مزید سخت کرتے ہوئے بالترتیب 150 بی پی ایس اور 100 بی پی ایس بڑھا کر 13 فیصد کی موجودہ سطح تک پہنچا دی۔³⁰ حالیہ مہینوں خصوصاً مئی 2008ء کے بعد سے بینکوں کے اضافی محفوظ ذخائر میں خاصی کمی آچکی ہے جس سے شعبہ بینکاری کی سیالیت مزید محدود ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ بینکاری نظام میں سیالیت کی صورتحال اکتوبر 2008ء میں عارضی طور پر ابتری کا شکار ہو گئی تھی، جس کی وجوہات اس باب کے آخر میں دیئے گئے خصوصی سیکشن: بینکاری نظام میں سیالیت کا دباؤ میں دیا گیا ہے۔

عند الطلب اور میعاد واجبات کے لیے مطلوبہ نقد محفوظ کے مختلف درجے متعارف کرانے سے بینکوں کو ایک سال سے زائد مدت کی امانتیں جمع کرنے کی بھی ترغیب ملی۔ اس سے گھریلو شعبے سے طویل مدتی بچت جمع ہونے کے ساتھ ساتھ اثاثوں اور واجبات کی عدم مطابقت دور ہونے کی بھی توقع ہے۔ عرصیت کی عدم مطابقت کو روکنے کی غرض سے اپنائی گئی اس پالیسی کے اور بینکوں کی جانب سے معین امانتیں جمع کرنے کی کوششوں کے اثرات اس امر سے واضح ہیں کہ شعبہ بینکاری کی مجموعی امانتوں میں، ایک سال سے زائد عرصیت والی امانتوں کا حصہ بڑھ گیا ہے (دیکھئے شکل 3.21)۔ عرصیت کے فرق کے بارے میں اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 2007ء کے دوران بینکاری نظام کے اندر چند ایک مدتوں (time buckets) میں عرصیت کی خاصی عدم مطابقت موجود تھی۔ ایک ماہ کی مدت والے عرصے میں فرق منفی تھا جو مجموعی اثاثوں کے 20.4 فیصد کی خاصی بلند سطح پر تھا (دیکھئے شکل 3.22)۔ عموماً عرصیت کا فرق 10 فیصد (مثبت اور منفی) کی حد کے اندر تھا۔ اس وقت متعدد بینک طویل مدتی امانتیں پرکشش شرح منافع پر جمع کرنے کی مہم زور و شور سے چلا رہے ہیں جس سے مجموعی امانتوں میں طویل مدتی امانتوں کا حصہ بڑھ جانے کی توقع ہے۔ تاہم غیر بینکی شعبے سے قرض گیری کرنے کے لیے حکومت نے قومی بچت اسکیموں پر شرح منافع بڑھانے کا جو فیصلہ کیا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ بینکوں کی کوششیں زیادہ کامیاب نہیں رہیں گی۔

عموماً شبینہ شرح سود (جو اضافی نقد محفوظ کو کم کرنے والا فنکشن ہے) میں رد و بدل سے سیالیت کی روزمرہ صورتحال ظاہر ہوتی ہے۔ اضافی نقد محفوظ کے بہت

²⁹ بی ایس ڈی سرکلر نمبر 1 بتاریخ 18 جنوری 2007ء۔

³⁰ نومبر 2008ء میں ڈسکانٹ ریٹ بڑھا کر 15 فیصد کر دیا گیا۔



کم رہ جانے سے شبینہ شرح سود بہت بلند (ڈسکاؤنٹ ریٹ کے قریب) اور شبینہ شرح سود کے بہت کم ہوجانے سے اضافی نقد محفوظ کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔ شبینہ شرح سود میں تغیر پذیری سے پتہ چلتا ہے کہ سال بھر کے دوران اس میں خاصی کمی آنے کے بعد مستحکم اضافہ ہوا جس سے یہ اوسط سطح تک آگئی (دیکھئے شکل 3.23)۔ کم تغیر پذیری کے ساتھ بلند شبینہ شرح سود سے شبینہ بازار زر کی مستحکم سختی کا پتہ چلتا ہے۔ جون تا جولائی 2007ء کے دوران اور 2008ء کی ابتدا میں شبینہ شرح سود کے یومیہ رجحان میں زیادہ تغیر دیکھا گیا اور یہی وہ دن ہیں جب اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی بیان جاری کیے۔

مذکورہ تمام اظہار یہ یہ بتاتے ہیں کہ بینکاری نظام کی سیالیت کو حالیہ مہینوں میں سلسلہ وار نکال لیا گیا ہے، خصوصاً جب گذشتہ سال کے رجحانات سے ان کا موازنہ کیا جائے جبکہ اُس وقت اضافی سیالیت نظام میں موجود تھی۔ اس کے علاوہ 2008ء کے نصف اول کے دوران امانتوں کے لحاظ سے قرضوں کی نسبت میں اضافہ بھی کم سیالیت کا اظہار ہے کیونکہ بینکوں پر بھی لازم ہے کہ وہ مطلوبہ نقد محفوظ عند الطلب اور میعادى واجبات کے 19 فیصد پر اور عند الطلب واجبات کے 9 فیصد پر برقرار رکھیں۔³¹ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، قومی بچت اسکیموں کی شرح منافع میں حالیہ اضافے سے شعبہ بینکاری کو ملنے والی رقوم کم ہو سکتی ہیں جس سے نسبتاً قابل برداشت لاگت پر امانتیں جمع کرنے کی بینکوں کی اہلیت متاثر ہو سکتی ہے۔ اس سے شعبہ بینکاری کی سیالیت کی مجموعی صورتحال پر بھی منفی اثرات پڑ سکتے ہیں۔ یہ اور ایسے دیگر حالات 2008ء کی چوتھی سہ ماہی میں سیالیت کی عارضی قلت کا باعث بنے۔

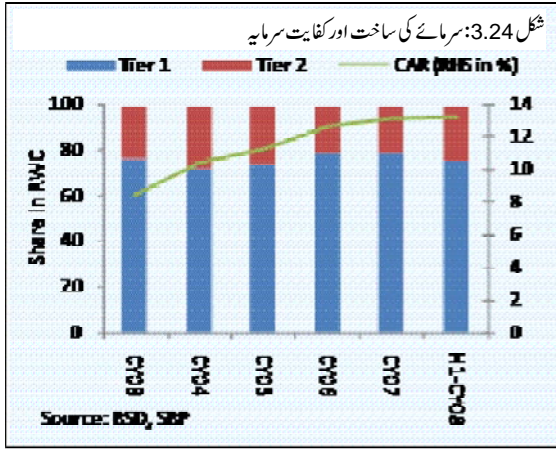
3.4 بینکاری نظام میں خطرہ برداشت کرنے کی صلاحیت

مذکورہ تجربہ شعبہ بینکاری کو لاحق خطرات میں آنے والی تبدیلیوں کو اجاگر کرتا ہے تاہم نظام کے استحکام کا انحصار اس شعبے میں مختلف خطرات سے ہونے والے نقصانات کو جذب کرنے کی صلاحیت پر ہے۔ سرمایہ جاتی بنیاد اور بینکاری نظام کی نفع یابی وہ دفاعی حصار ہے جو خطرات سے ابھرنے والے نقصانات کو جذب کر لیتا ہے۔ ان میں سے خصوصاً سرمایہ جاتی بنیاد نا صرف غیر متوقع نقصانات کو جذب کر لیتی ہے بلکہ بینکوں کی اخلاقی حیثیت کو بھی خطرے سے بچاتی ہے۔ نفع یابی بھی مالیاتی استحکام پر اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ یہ معمول کی سرگرمیوں کے دوران سامنے آنے والے نقصانات سے بچاؤ کے لیے سہارا فراہم کرتی ہے اور غیر متوقع نقصانات کے انجذاب کے لیے سرمایہ جاتی بنیاد کو مستحکم کرتی ہے۔ اس تناظر میں یہ سیکشن پورے 2007ء اور 2008ء کے نصف اول کے دوران کفایت سرمایہ اور شعبہ بینکاری کی نفع یابی میں آنے والی تبدیلیوں کا تجزیہ پیش کرے گا۔

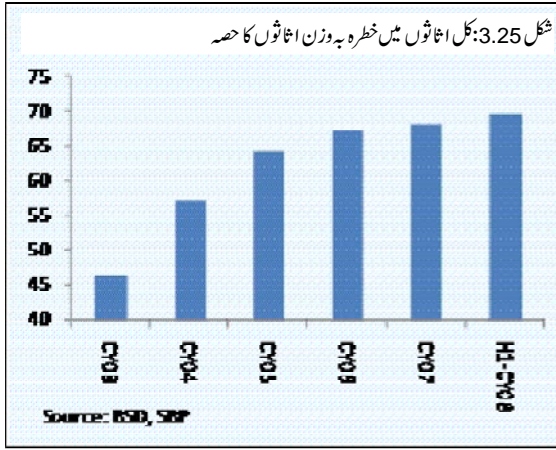
3.4.1 کفایت سرمایہ اور ادائیگی قرض کی صلاحیت

سرمائے کی کم سے کم مطلوبہ سطح کو بتدریج بڑھانے سے بینکاری نظام کی بنیاد مستحکم ہوئی ہے۔ بالخصوص سرمائے کی کم سے کم مطلوبہ سطح کو 31 دسمبر 2007ء تک 4 ارب روپے تک لانے کے لیے سرمائے کی شمولیت اور خطیر منافع نے شعبہ بینکاری کی ادائیگی قرض کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں مدد دی۔ ادائیگی قرض کی صلاحیت کا ایک اہم اظہار یہ مخاطرہ سرمایہ 2007ء کے اختتام تک 101.9 ارب روپے کے اضافے سے 466.4 ارب روپے ہو گیا۔ اس اضافے کا اندازاً 80 فیصد حصہ بنیادی سرمائے سے آیا جس میں ادا شدہ سرمایہ، بیلنس شیٹ میں دکھائے گئے نقد محفوظ اور غیر منحصر منافع شامل ہے۔ اس سے

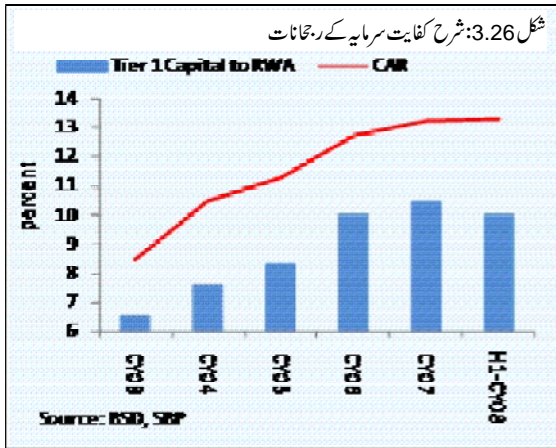
³¹ بینکاری نظام میں سیالیت کی عارضی دشواریوں کے باعث اسٹیٹ بینک نے مطلوبہ نقد محفوظ کو کم کر کے 5 فیصد کرتے ہوئے ایک سال سے زائد مدت کے میعادى واجبات کو لازمی شرح سیالیت کی شرط سے مستثنیٰ کر دیا۔



بینکاری نظام کے سرمایہ جاتی ڈھانچے کو استحکام ملے گا۔ بنیادی سرمائے کی نمو 2006ء میں 47.6 فیصد اور 2007ء میں 28 فیصد رہی۔ دوسری طرف تمویں میں اضافے، نقد محفوظ اور ذیلی قرضوں کے اجزا کی وجہ سے ضمنی سرمائے میں 27 فیصد نمو ہوئی۔ بنیادی سرمائے کی نمونہ سست رفتار رہنے سے قطع نظر مجموعی مخاطرہ سرمائے میں اس کا حصہ 79.2 فیصد رہا (شکل 3.24)۔ تازہ ترین اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مخاطرہ سرمائے میں 2008ء کے نصف اول کے دوران 9.8 فیصد اضافہ ہوا تاہم اس کا زیادہ تر حصہ ضمنی سرمائے سے آیا جس میں مذکورہ عرصے کے دوران 31 فیصد اضافہ ہوا۔ سرمائے میں مزید اضافہ ہوگا کیونکہ 2008ء کے اختتام تک بینکوں کو اپنے سرمائے کی کم سے کم سطح (تقصانات خارج کر کے) 15 ارب روپے تک بڑھانی ہے۔



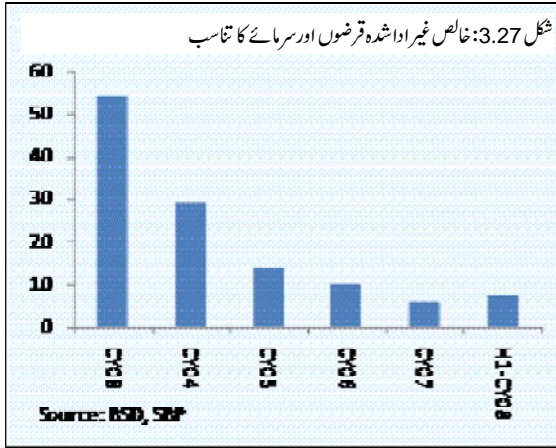
گہرے تجزیے کے لیے خطرہ بہ وزن سرمائے میں آنے والی تبدیلیوں کو خطرہ بہ وزن اثاثوں کی تبدیلیوں کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بینکاری نظام کے قرضہ جاتی جزدان میں سست نمو (جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے) خطرہ بہ وزن اثاثوں میں آنے والی کمی سے بھی واضح ہے جن میں 2006ء میں 24.4 فیصد نمو رہی تھی تاہم 2007ء میں نمو 20.2 فیصد رہ گئی۔ بینکوں کا کم خطرے والی سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے کا رجحان بھی اس کی سبب ہے، اس سرمایہ کاری میں 2006ء کی 4.9 فیصد کے مقابلے میں 2007ء میں 57.6 فیصد نمو ہوئی۔ اس رد و بدل کے باوجود 2007ء کے اختتام پر بھی خطرہ بہ وزن اثاثہ مجموعی اثاثوں کا 68.1 فیصد رہا جو کہ گذشتہ سال کے مقابلے میں 79 بی پی ایس زائد ہے (شکل 3.25)۔ 2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ مجموعی اثاثوں میں خطرہ بہ وزن اثاثوں کا حصہ مزید بڑھ گیا ہے جس کا سبب اس عرصے کے دوران قرضہ جاتی جزدان میں 8.7 فیصد نمو کو قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ بینکاری کے مجموعی سرمایہ کاری جزدان میں 11.9 فیصد کی مقبول کمی ہوئی ہے۔ یہ 2007ء کی صورت حال کے قطعی برعکس ہے۔³²



بینکاری نظام کی شرح کفایت سرمایہ 71 بی پی ایس اضافے کے بعد 2007ء کے اختتام پر 13.2 فیصد تک جا پہنچی۔ تمویں کی زائد

ضرورت اور گہرے اثرات کو دیکھتے ہوئے شرح کفایت سرمایہ میں یہ اضافہ قابل تعریف ہے۔ بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کی باہمی نسبت بھی 2007ء میں 57 بی پی ایس اضافے کے ساتھ 10.5 فیصد تک جا پہنچی (دیکھئے شکل 3.26)۔ ان دونوں نشانیہ نسبتوں میں قابل قبول حد (یعنی 10 فیصد) سے زائد اضافے کی وجہ سے پاکستان کا بینکاری نظام اطمینان بخش سطح پر ہے جس سے بینکوں کو اپنا کاروبار وسیع کرنے کی خاصی گنجائش ملے گی۔

³² اگرچہ بینکوں نے جنوری 2008ء سے اپنے شرح کفایت سرمایہ کے تناسب کا اندراج بازل دوئم کے مطابق کرنا شروع کر دیا ہے تاہم اس حصے میں کی جانے والی بحث بازل اول پر مبنی ہے۔



2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی شرح کفایت سرمایہ 10 بی پی ایس اضافے کے ساتھ 13.3 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ تاہم بنیادی سرمائے اور خطرہ بہ وزن اثاثوں کی باہمی نسبت 2007ء کے رجحان پر برقرار نہ رہ سکی اور اس عرصے کے دوران 49 بی پی ایس کمی کے بعد 10 فیصد ہو گئی۔ بہر حال یہ باعث تشویش نہیں ہے کیونکہ مجموعی شرح کفایت سرمایہ بہتر ہوئی ہے۔ مزید برآں یہ بات بھی تسلی بخش ہے کہ بازل دوم فریم ورک کی بنیاد پر (جو کہ جنوری 2008ء سے نافذ ہے) 2008ء کے نصف اول میں پورے شعبہ بینکاری کی شرح کفایت سرمایہ 12.2 فیصد ہے۔ اس نئے فریم ورک کے تحت عملی خطرات

جدول 3.9: شرح کفایت سرمایہ کے لحاظ سے بینکوں کے اثاثوں کی تقسیم کل اثاثوں میں فیصد حصہ

شرح کفایت سرمایہ	1997ء	1998ء	1999ء	2000ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء
8 فیصد سے کم	63.3	5.0	12.4	13.4	12.2	10.1	8.0	0.4	0.7	1.2	4.6
8 تا 10 فیصد	8.7	17.8	40.0	31.6	38.7	31.1	43.8	55.1	38.8	12.1	21.6
10 فیصد اور زائد	28.0	77.2	47.6	55.0	49.1	58.8	48.2	44.5	60.5	86.7	73.8

ماخذ: انٹرنیٹ بینک کے حسابات

کے لیے اضافی سرمایہ درکار ہوتا ہے جو کہ پہلے کے مقابلے میں اہم تبدیلی ہے۔

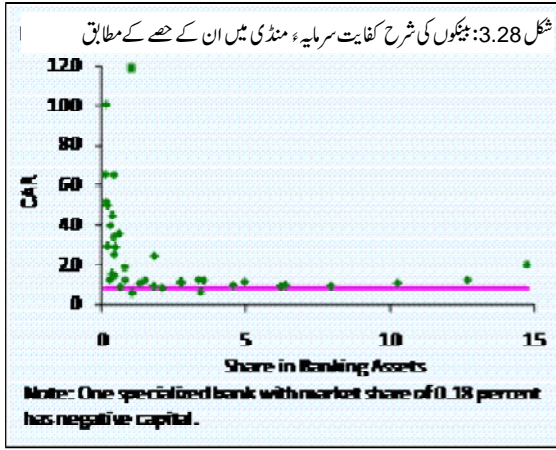
ادائیگی قرض کی صلاحیت کا ایک اظہار یہ سرمائے اور مجموعی اثاثوں کی باہمی نسبت بھی ہے جس میں گذشتہ چند برسوں سے اضافے کا رجحان رہا ہے اور جو 2006ء میں یہ 9.4 فیصد کے بعد 2007ء میں 10.5 بڑھ کر فیصد ہو گئی۔ اس نسبت میں اضافہ بینکاری نظام کی لیوریج میں کمی کو ظاہر کرتا ہے جو کہ استحکام کے نکتہ نظر سے خوش آئند ہے۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں کو منہا کر کے نیچے والے سرمائے کی مجموعی اثاثوں کے ساتھ نسبت بھی 2006ء کی 8.5 فیصد سے بہتر ہو کر 9.9 فیصد ہو گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ موجودہ تمام غیر ادا شدہ قرضوں کی مکمل تمویل کر دی جائے تب بھی شرح کفایت سرمایہ کی کم از کم سطح کو پورا کرنے کے لائق سرمایہ باقی رہ جائے گا۔ قرضوں کی منظوری کے ضوابط کی سختی سے پابندی اور اس عمل میں مسلسل بہتری کے نتیجے میں اثاثوں کا

جدول 3.10: شرح کفایت سرمایہ کے لحاظ سے بینکوں کی تقسیم

شرح کفایت سرمایہ	1997ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء	2008ء پہلی ششماہی
8 فیصد سے کم	7	5	4	4	1	2	3	3	2
8 سے 10 فیصد	5	5	4	10	13	7	4	6	6
10 سے 15 فیصد	12	11	9	5	9	13	15	12	13
15 فیصد سے زائد	22	22	23	21	15	17	17	18	18
کل	46	43	40	40	38	39	39	39	39

ماخذ: انٹرنیٹ بینک کے حسابات

معیار بہتر ہوا ہے جس سے، ادائیگی قرض کی صلاحیت کو لاحق خطرات کم کرنے میں شعبہ بینکاری کو مدد ملی ہے۔ خالص غیر ادا شدہ قرضوں اور سرمائے کی نسبت 1997ء میں 183.8 فیصد تھی جو مسلسل بہتری کے عمل کے نتیجے میں 2007ء میں تاریخ کی پست ترین سطح 5.6 فیصد پر آ گئی، اس سے بینکاری نظام کے سرمائے کو لاحق خطرات میں کمی کا اظہار ہوتا ہے (دیکھئے شکل 3.27)۔ تاہم سخت محنت سے حاصل ہونے والی اس کامیابی کا امتحان اب شروع ہوا ہے کیونکہ 2008ء کے نصف اول میں یہ نسبت بڑھ کر 6.9 فیصد ہو چکی ہے۔



بینکاری نظام کے مجموعی استحکام کے حوالے سے 2007ء کی پیش رفت حوصلہ افزا تھی تاہم بینکوں کی انفرادی کارکردگی پر نظر ڈال کر ہی یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مذکورہ پیش رفت اکثر بینکوں میں آئی یا چند ایک بینکوں تک محدود رہی۔ پانچ بڑے بینکوں کے، جو بینکاری نظام کے مجموعی اثاثوں میں سے 52 فیصد کے مالک ہیں، تجزیے کے مطابق ان پانچ بینکوں کی بھی ادائیگی قرض کی صلاحیت 2007ء میں مستحکم ہوئی اور شرح کفایت سرمایہ بھی 2006ء کی 14 فیصد کے مقابلے میں بہتر ہو کر 2007ء کے اختتام پر 14.7 فیصد ہو گئی۔ خطرہ بہ وزن اثاثے اور بیننس شیٹ سرمائے کی مجموعی اثاثوں سے نسبت میں بھی 2007ء کے دوران واضح بہتری آئی۔ 2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار کے مطابق پانچ بڑے بینکوں میں سے ایک کی طرف سے بھاری تموین کی وجہ سے گروپ کی شرح کفایت سرمایہ معمولی سی کم ہو کر 14.5 فیصد ہو گئی۔

اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مطلوبہ تناسب سے زائد شرح کفایت سرمایہ کے حامل بینکوں کی تعداد 2007ء اور 2006ء میں یکساں رہی۔ تاہم بڑے سرمائے والے بینکوں کا جو حصہ 2006ء میں بینکاری نظام کے مجموعی سرمائے کا 86.7 فیصد تھا، کم ہو کر 73.8 فیصد رہ گیا (جدول 3.9)۔ 2006ء میں ایسے بینکوں کی تعداد 32 تھی جو گھٹ کر 30 رہ گئی (جدول 3.10)۔ مارکیٹ شیئر میں اس کمی، اور 10 فیصد سے کم شرح کفایت سرمایہ رکھنے والے بینکوں میں اضافے کی اہم وجہ دو بینکوں کا انضمام، اور وجود پذیر نئے ادارے کی قرضہ جاتی جزدان کی درجہ بندی کے حوالے سے محتاط پالیسی تھی۔ 2008ء کے نصف اول میں ایک بینک مستحکم سرمائے والے بینکوں کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے۔ اسی طرح ان بینکوں کا اثاثوں میں حصہ 71.6 فیصد ہو چکا ہے جو کہ 2007ء کے اختتام پر 73.8 فیصد تھا۔

بینکاری نظام کے مجموعی اثاثوں میں بلند ترین مارکیٹ شیئر کے حامل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 15 فیصد کے لگ بھگ ہے جبکہ کم ترین مارکیٹ شیئر والے بینکوں کی یہ شرح عمومی طور پر خاصی بلند ہے (شکل 3.28)۔ اس تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ بینکوں کے سرمائے میں آنے والی بہتری وسیع الہیاد ہے جو کہ خوش آئند ہے۔

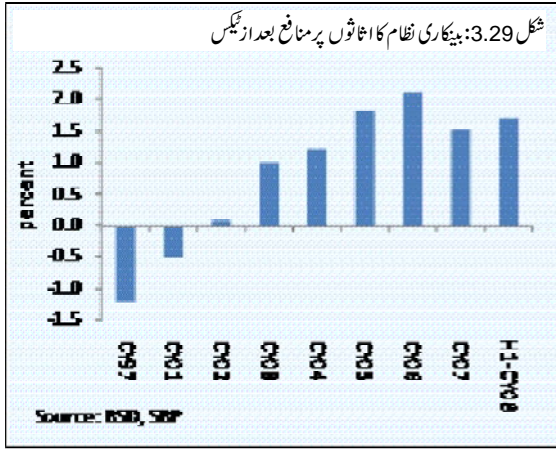
دسمبر 2007ء تک 4 ارب روپے کی کم سے کم سرمائے کی شرط کو پورا کرنے والے بینکوں کی تعداد 39 میں سے 33 تھی (ان میں 5 غیر ملکی بینک تھے جنہیں 4 ارب کی بجائے 2 ارب روپے بطور سرمایہ رکھنے کی رعایت دی گئی تھی)، بقیہ میں سے چار بینک تنظیم نو/جنگاری کے، جبکہ دو اس کمی کو پورا کرنے کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ ان میں سے اکثر بینک 2008ء کے اختتام تک، کم سے کم سرمائے کی شرط اور مطلوبہ شرح کفایت سرمایہ کو پورا کر لیں گے۔

جدول 3.11: بینکاری نظام کی نفع آوری

ارب روپے	1997ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء	2006ء	2007ء	2008ء، پہلی ششماہی
منافع قبل از ٹیکس	-10.8	1.1	19.0	43.7	52.0	93.8	123.6	107.1	61.5
منافع بعد از ٹیکس	-16.4	-9.8	2.9	24.7	34.7	63.3	84.1	73.3	46.0

ماخذ: شعبہ بینکاری نگرانی، بینک دولت پاکستان

مذکورہ تجزیے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بینکاری نظام کی ادائیگی قرض کی صلاحیت 2007ء اور 2008ء کے نصف اول میں بھاری تموین کے باوجود مستحکم رہی، تاہم بینکوں کو اپنے انکشاف خطرہ (risk exposure) کے حوالے سے، خصوصاً زائد منافع حاصل کرنے کی جستجو میں پرخطر منصوبوں کو زیر غور لاتے وقت



مزید ہوشیار رہنا ہوگا اور نقصانات سے بچاؤ کے لیے خطرات کے انتظام کا اپنا فریم ورک بہتر بنانا ہوگا۔ ترقی یافتہ ملکوں میں قرض کا حالیہ بحران جس کے نتیجے میں قرضے معاف کیے گئے اور پورے مالیاتی شعبے کو نقصانات برداشت کرنے پڑے، بھاری سرمائے کی شمولیت اور ادارہ جاتی تنظیم نو کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ صورتحال انتظام خطرات کے معیار اور طریقوں میں بہتری لانے اور مسلسل نگرانی کی ضرورت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ پاکستان کا بینکاری نظام بین الاقوامی مالیاتی بحران کے براہ راست اثرات سے بڑی حد تک مامون ہے، تاہم معیشت کے حقیقی شعبے کے ذریعے بالواسطہ اثرات یہاں تک پہنچ سکتے ہیں اور ملک کا معاشی ماحول تیزی سے بدتر ہو سکتا ہے جو شعبہ بینکاری کے لیے بھی دشواریوں کا سبب بنے گا۔

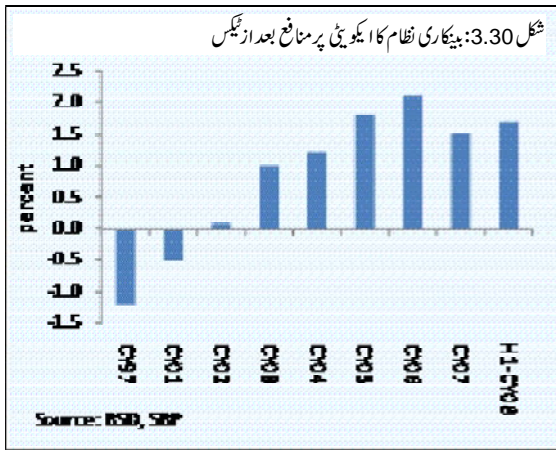
جدول 3.12: بینکاری نظام کے کل اثاثوں کی تقسیم، اثاثوں پر منافع کے لحاظ سے

	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء
کل اثاثوں پر منافع	کل اثاثوں میں بینکوں کی تعداد	کل اثاثوں میں بینکوں کی تعداد	کل اثاثوں میں بینکوں کی تعداد	کل اثاثوں میں بینکوں کی تعداد	کل اثاثوں میں بینکوں کی تعداد
	فیصد حصہ	فیصد حصہ	فیصد حصہ	فیصد حصہ	فیصد حصہ
اور کم	8.5	10	2	6	3.5
0.5 تا 0	2.4	2	2	3	2.8
0.5 تا 1	1.9	4	10	6	7.0
1.5 تا 1	34.9	10	10	5	4.0
1.5 اور زائد	52.3	13	77	19	82.7

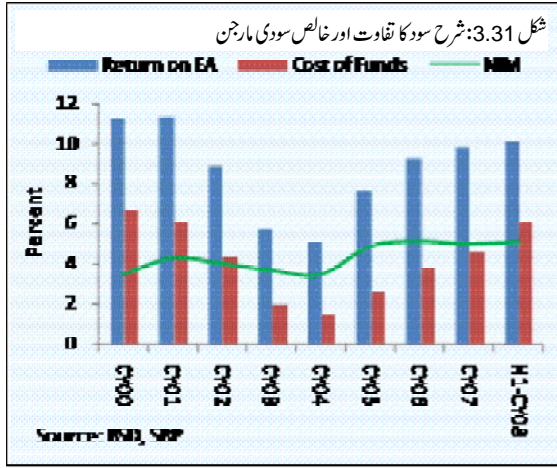
ماخذ: اسٹیٹ بینک کے حسابات

3.4.2 بینکاری نظام کی نفع یابی

بینکاری نظام میں غیر متوقع نقصانات برداشت کرنے کے لیے سرمائے کی مستحکم بنیاد لازمی ہے تاہم نفع یابی بھی اتنی ہی اہم ہے کیونکہ یہ روزمرہ سرگرمیوں سے سامنے آنے والے نقصانات کو جذب کر کے معاملات کو ہموار طریقے سے چلاتی ہے۔ 2007ء کے دوران بینکاری نظام کے منافع میں آنے والی تبدیلیوں سے یہی حقیقت اجاگر ہوتی ہے کیونکہ دوران سال 60.1 ارب روپے (مالی سال 2006ء میں 22 ارب روپے) کی بھاری تموین اور قرضہ معافی کی وجہ سے شعبے کی نفع یابی بری طرح متاثر ہوئی اور بینکاری نظام کا بعد از ٹیکس منافع 2006ء کی بلند ترین سطح 84.1 ارب روپے سے کم ہو کر 73.3 ارب روپے رہ گیا تاہم یہ 2005ء کے منافع سے زائد ہی ہے (دیکھئے جدول 3.11)۔



منافع میں مذکورہ کمی نفع یابی کے تمام معیاری اظہاروں میں واضح دیکھی جاسکتی ہے۔ اثاثوں پر، قبل از ٹیکس اور بعد از ٹیکس منافع 2007ء میں کم ضرور ہوئے تاہم 2006ء کی غیر معمولی بلند سطح کے مقابلے میں زیادہ پائیدار سطح تک آگئے (شکل 3.29)۔ یہ جاننے کے لیے کہ آیا پورے شعبہ بینکاری میں



اثاثوں پر منافع میں کمی ہوئی، بینکاری نظام کے مجموعی اثاثے اثاثوں پر منافع کی بنیاد پر تقسیم کیے گئے ہیں۔ اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ جن بینکوں کا اثاثوں پر منافع 'صفر اور اس سے کم' ہے ان کی تعداد 6 سے 10 ہو گئی ہے جبکہ مجموعی اثاثوں میں ان بینکوں کا حصہ بھی 2006ء کے 2.1 فیصد کے مقابلے میں 2007ء میں 8 فیصد ہو گیا ہے۔ بینکوں کے بارے میں معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض نئے بینکوں کے علاوہ حال ہی میں تنظیم نو اور انضمام سے گذرے ہوئے دو بینکوں کو ہونے والے خسارے کی وجہ سے ایسا ہوا³³ اسی طرح اثاثوں پر منافع 0.5 اور اس سے زائد رکھنے والے بینکوں کی تعداد 33 سے کم ہو کر 29 رہ گئی اور مجموعی اثاثوں میں ان کا حصہ بھی کم ہوا ہے (دیکھئے جدول 3.12)۔ 2008ء

کے نصف اول میں شعبہ بینکاری اثاثوں پر بعد از ٹیکس منافع 20 بی پی ایس بڑھانے کے قابل ہوا ہے جو دشواریوں کے باوجود 1.7 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔

ایکویٹی پر منافع نفع یابی جاننے کا ایک اور اظہار یہ ہے جو کہ ماضی میں اضافے کا رجحان رکھتا تھا تاہم اب اس میں کمی آگئی ہے اور یہ 2006ء کے 23.8 فیصد سے 2007ء میں 15.5 فیصد ہو گیا ہے (شکل 3.30)۔ اس کمی کے اسباب میں بینکاری نظام کی ایکویٹی میں زبردست اضافہ، بینکوں کا انضمام و یکجائی، اور نفع یابی پر بھاری تئوین کے اثرات شامل ہیں۔ 2008ء کے نصف اول میں اثاثوں پر منافع کی طرح ایکویٹی پر بھی بعد از ٹیکس منافع بڑھ کر 16.7 فیصد ہو گیا۔

جدول 3.13: صارفین کے قرضوں پر سودی آمدنی اور اثاثوں پر سودی اخراجات میں تبدیلی کے ذرائع

Year	ارپ روپے	پچھلے سال کا تغیر شرح کی بنا پر تبدیلی	تغیر حجم کی بنا پر سال کا بیلنس
2003ء	87.1	(29.4)	67.0
2004ء	67.0	(11.6)	77.0
2005ء	77.0	46.7	149.0
2006ء	149.1	37.5	222.2
2007ء	222.2	8.3	265.7
اثاثوں پر سودی اخراجات			
2003ء	65.0	(41.7)	33.4
2004ء	33.4	(11.7)	28.2
2005ء	28.2	26.2	59.9
2006ء	59.9	40.1	110.0
2007ء	110.0	23.6	152.0

ماخذ: اسٹیٹ بینک کے حسابات

2007ء کے دوران بینکاری نظام کے اثاثوں پر اور ایکویٹی پر منافع میں کمی کے علاوہ بینکاری تفاوت میں بھی معمولی کمی ہوئی (شکل 3.31)۔ بینکوں کی نفع یابی چونکہ بینکاری تفاوت سے منسلک ہے اس لیے مجموعی نفع یابی کا فرداً فرداً تجزیہ حقائق کو سمجھنے میں مددگار ہو گا۔ 2007ء میں نفع بخش اثاثوں پر منافع 44 بی پی ایس اضافے کے ساتھ 9.8 فیصد ہو گیا (شکل 3.31)۔ اسی طرح فنڈنگ کی اوسط لاگت بھی 63 بی پی ایس اضافے کے نتیجے میں 4.6 فیصد ہو گئی جس کا بنیادی سبب اثاثوں پر بے وزن اوسط منافع بڑھنا تھا جو دوران سال 66 بی پی ایس اضافے سے 4.3 فیصد تک جا پہنچا۔ کھاتہ داروں کو اثاثوں میں نمو اور نسبتاً بلند منافع کے باعث 2007ء کے دوران 38.3 فیصد (سال بسال) اضافی سود ادا کیا گیا۔ فنڈنگ کی لاگت میں نسبتاً زائد اضافے کے نتیجے میں خالص شرح سود میں 22 بی پی ایس کی معمولی کمی واقع ہوئی۔ بینکاری تفاوت دوران سال معمولی سی کم ہوئی تاہم اسٹیٹ بینک نے کم سے کم منافع کو بڑھانے کے لیے یکم جون 2008ء سے

بچت اثاثوں پر 5 فیصد شرح لاگو کر دی۔ چونکہ اس بات کا امکان نہیں ہے کہ بینک، فنڈنگ کی متعلقہ لاگت قرضہ لینے والوں کو منتقل کر دیں (بینکاری شعبے کی کارکردگی کے اظہار یوں کے جائزے کو اس باب کے خصوصی سیکشن II: بینکاری نظام کی کارگزاری کے اظہار یوں کے رجحانات میں دیا گیا ہے) اس لیے مذکورہ اقدام سے 2008ء میں بینکاری تفاوت کم ہونے کی توقع ہے۔

³³ سال 2007ء کے دوران انضمام کے دو میں سے ایک سودے میں ایک ترقیاتی مالی ادارے کا مقامی نجی بینک میں ضم ہونا شامل ہیں، جس کے نتیجے میں سال 2007ء میں نئے اداروں کے اثاثہ جاتی حجم میں 140 فیصد کا غیر معمولی اضافہ ہو گیا جبکہ سال کے لیے نقصانات دکھائے گئے ہیں۔ اس لیے اس کے اثاثوں پر منافع بھی متنی ہو گیا۔

شعبہ بینکاری کی نفع یابی میں خالص شرح سود کے علاوہ غیر سودی آمدنی نے بھی اہم کردار ادا کیا جو 2006ء کے 73.3 ارب روپے کے مقابلے میں 2007ء میں 30.3 فیصد نمو کے ساتھ 92.9 ارب روپے تک جا پہنچی۔ اس غیر سودی آمدنی کے تمام بڑے اجزا مثلاً فیس، کمیشن اور بروکرینج آمدنی، منافع منقسمہ اور ٹریڈنگ سے آمدنی میں 2007ء کے دوران اچھی نمود کیکنے میں آئی۔

بینکوں کی آمدنی کا بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ صارفین کو دیے گئے قرضوں پر سود 2007ء میں 43.5 ارب روپے اضافے کے بعد 265.7 ارب روپے تک جا پہنچا۔ کاروبار کا حجم بڑھنے سے سودی آمدنی میں 80.7 فیصد اضافہ ہوا جو 35.1 ارب روپے ہوگئی جبکہ شرح سود بڑھنے سے آمدنی صرف 8.3 ارب روپے بڑھی جس سے 19.1 فیصد اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔ 2006ء کی طرح دوران سال بھی بینکوں کو صارفین قرضوں پر شرح سود بڑھانے سے روک دیا گیا (جدول 3.13)۔

بینکوں کے سودی اخراجات میں 2007ء میں 42 ارب روپے کا نمایاں اضافہ ہوا جو کہ 38.2 فیصد اضافہ ظاہر کرتا ہے۔ 56.2 فیصد اضافی اخراجات امانتوں (اضافہ پذیر) پر شرح سود بڑھنے سے ہوئے جنہیں ”تغیر شرح“ (rate variance) کہا جا سکتا ہے جبکہ بقیہ 43.8 فیصد اضافی اخراجات امانتوں کا حجم بڑھنے کی وجہ سے ہوئے جنہیں ”تغیر حجم“ (volume variance) کا نام دیا جا سکتا ہے۔

جدول 3.14: خطرے کے عوامل کے لیے مفروضہ دھچکے

خطرہ قرض

سی 1: غیر ادا شدہ قرضوں میں 10 فیصد اضافہ (بڑھے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں کے لیے 100 فیصد تمویں)

سی 2: قرضوں کی تقسیم بندی میں تبدیلی (تمام ادائے ای ایم قرضے غیر معیاری بن جاتے ہیں، تمام غیر معیاری قرضے مشکوک بن جاتے ہیں اور تمام مشکوک قرضے نقصان بن جاتے ہیں)

سی 3: سی 1 اور سی 2 دونوں کا ایک ساتھ وقوع

سی 4: صارفین ماکاری کے غیر ادا شدہ قرضوں اور کل قرضوں کے تناسب میں 10 فیصدی درجے اضافہ (بڑھے ہوئے غیر ادا شدہ قرضے کے لیے 100 تمویں)

منڈی کا خطرہ: شرح سود کا خطرہ

آئی آر 1: شرح سود میں 200 بیس پوائنٹس کا اضافہ۔

آئی آر 2: تینوں میعاد کی شرح سود میں (50، 100 اور 200 بیس پوائنٹس) اضافے سے خط یانت میں بلندی

آئی آر 3: تینوں میعاد کی شرح سود میں (150، 120 اور 100 بیس پوائنٹس) اضافے سے خط یانت میں پچکاو

منڈی کا خطرہ: شرح مبادلہ کا خطرہ

ای آر 1: روپے کی قدر میں 13 فیصد کی (جنوری 1994ء سے شروع ہونے والی مدت میں روپے اور ڈالر کی اوسط ماہانہ شرح مبادلہ میں سب سے بڑی تبدیلی (12.8)، ستمبر 2000ء میں)

ای آر 2: روپے کی قدر میں 10 فیصد کا مفروضہ اضافہ۔

منڈی کا خطرہ: ایکویٹی نرخ کا خطرہ

ای 1: ایکویٹی نرخ میں 20 فیصد کی۔

ای 1: ایکویٹی نرخ میں 40 فیصد کی۔

سیالیت کا خطرہ

ای 1: سیال واجبات میں 5 فیصد کی اور سیالیت کی کوریج شرح پر اس کا اثر جو عرصیت تک قائم زمرے کی حکومتی تمسکات کو سیال اثاثوں سے منہا کر کے نکالی جاتی ہے۔

ای 1: سیال واجبات میں 10 فیصد کی اور سیالیت کی کوریج شرح پر اس کا اثر جو عرصیت تک قائم زمرے کی حکومتی تمسکات کو سیال اثاثوں سے منہا کر کے نکالی جاتی ہے۔

2007ء کے دوران بینکاری نظام کی کارکردگی خاصی عمدہ رہی اگرچہ کہ 2006ء کے مقابلے میں نفع یابی میں کمی آئی ہے، جس کی وجہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے قرضوں کے نقصانات پر تمویں کے اخراجات کا بڑھنا ہے تاہم اسے یکبارگی اثر شمار کیا جاتا ہے۔ بینکوں نے حالیہ عرصے میں جو زبردست منافع کمایا ہے اسے سرمایہ بڑھانے اور ڈوبنے والے قرضے پورے کرنے کے کام میں لایا گیا نیز اسے خطرات سے نمٹنے کے بہتر نظام اور خود کار انفراسٹرکچر کی تشکیل میں استعمال کیا گیا جس سے بینکوں کی دھچکے برداشت کرنے کی صلاحیت بڑھی۔ 2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ دشوار حالات کے باوجود شعبہ بینکاری نے اس عرصے میں اپنی نفع یابی کو برقرار رکھا۔

3.5 بینکاری نظام میں بحالی کی صلاحیت: حساسیت کا تجزیہ

گذشتہ سیشنوں کی بحث سے واضح ہے کہ بینکاری نظام کو لاحق خطرات میں اگرچہ تبدیلیاں آئی ہیں تاہم ساتھ ساتھ نظام میں ان نئے خطرات کو برداشت

جدول 3.15: حساسیت کے تجربے کے اثرات					
دسمبر 07ء		2008ء اپریل ششماہی		2008ء اپریل ششماہی ☆	
شرح کفایت	دھچکے کے بعد شرح	شرح کفایت سرمایہ	دھچکے کے بعد شرح	شرح کفایت سرمایہ	دھچکے کے بعد شرح
سرمایہ	میں تبدیلی	کفایت سرمایہ	میں تبدیلی	کفایت سرمایہ	میں تبدیلی
قرض کے دھچکے					
سی 1	قرضے کے معیار میں کمی	13.20	-0.46	12.06	-0.48
سی 2	قرضوں کے زمرے میں تبدیلی	13.24	-0.41	12.04	-0.50
سی 3	1 اور 2 کے تمام ڈچکوں کا مجموعی اثر	12.79	-0.87	11.56	-0.98
سی 4	صارفی مالکاری کے غیر ادا شدہ قرضوں کی شرح میں کمی	12.72	-0.94	11.69	-0.85
منڈی کے دھچکے: شرح سود کے دھچکے					
آئی آر 1	خط یافت میں تبدیلی	13.03	-0.63	12.10	-0.44
آئی آر 2	خط یافت میں تبدیلی اور بلندی	13.22	-0.43	12.23	-0.31
آئی آر 3	خط یافت میں تبدیلی اور پچکاو	13.33	-0.33	12.31	-0.23
منڈی کے دھچکے: شرح مبادلہ کے دھچکے					
ای آر 1	ڈالر کی نسبت روپے کی قدر میں کمی (ریکارڈ سطح)	14.08	0.42	12.64	0.10
ای آر 2	روپے کی قدر میں اضافہ (مفروضہ)	13.33	-0.33	12.47	-0.07
منڈی کے دھچکے: ایلیوینی ٹرغ کے دھچکے					
ای 1	کے ایس ای اشاریے میں کمی (ریکارڈ سطح)	13.60	-0.05	12.42	-0.12
ای 2	کے ایس ای اشاریے میں کمی (مفروضہ سطح)	13.43	-0.23	12.21	-0.33
سیالیت کے دھچکے					
		اصل	زیر دباؤ	اصل	زیر دباؤ
ایل 1	سیال واجبات میں 5 فیصد کمی	37.04	33.73	34.8	31.3
ایل 2	سیال واجبات میں 10 فیصد کمی	37.04	30.05	34.8	27.5

نوٹ: ان نتائج میں ان نقصانات پر تاخیر سے حاصل ہونے والے ٹیکس فوائد شامل نہیں کیے گئے۔

کرنے کی صلاحیت بھی خاصی بہتر ہوئی ہے۔ معیشت کی بگڑتی ہوئی صورتحال سے سامنے آنے والی دشواریوں کے باوجود بینکوں نے خطرات کا بھی کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔ اس سیکشن میں حساسیت کے تجربے کو استعمال کرتے ہوئے بینکاری نظام کی، دھچکوں کے بعد بحالی کی صلاحیت کا جائزہ لیا جائے گا۔ بینکوں کی کفایت سرمایہ پر (حقیقی) دھچکوں کی مختلف اقسام کے اثرات اس مشق میں زیر بحث لائے جائیں گے۔³⁴ مشق میں قرضے، منڈی اور سیالیت کے خطرات میں ممکنہ تبدیلیوں پر بھی غور ہوگا۔ ان خطرات پر جن دھچکوں کا اطلاق کیا گیا ہے انہیں ماضی کے رجحانات اور تخمینوں کی بنیاد پر چنا گیا ہے اور جدول 3.14 میں ان کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ کمرشل بینکوں کی کفایت سرمایہ پر قرضوں اور منڈی کے دھچکوں کے اثرات کی پیمائش شرح کفایت سرمایہ کے لحاظ سے کی گئی ہے اور اس کا خلاصہ جدول 3.15 میں ہے۔ یہ کمرشل بینکوں کے 2007ء کے اختتامی اور 2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ 2008ء کے نتائج زیادہ معلوماتی ہیں کیونکہ دشوار حالات حقیقتاً واقع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف دھچکوں کے اثرات کی پیمائش بازل دوم فریم ورک کی بنیاد پر شرح کفایت سرمایہ کے لحاظ سے کی گئی ہے۔

قرضوں کے خطرات کے تحت تمام کمرشل بینکوں کے غیر ادا شدہ قرضوں میں 10 فیصد اضافہ، جسے قرضہ ڈوبنے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، 2007ء کے حتمی اعداد و شمار کی بنیاد پر 21.4 ارب روپے کی اضافی تمویں کا تقاضا کرتا ہے۔ ان بینکوں کی موجودہ شرح کفایت سرمایہ کے ساتھ ایڈجسٹ کرنے پر یہ شرح کمرشل بینکوں کے لیے 13.66 فیصد کی حقیقی سطح سے کم ہو کر 13.2 فیصد رہ جائے گی (جدول 3.15)۔ بینکوں کی فرداً فرداً ایڈجسٹ کی گئی شرح کفایت سرمایہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بینک کی اس شرح میں 50 پیسے پوائنٹس سے 7.8 فیصد تک کمی واقع ہو سکتی ہے جو کہ 8 فیصد کے تسلیم کردہ معیار سے معمولی سی کم ہے۔ جس بینک کی شرح کفایت سرمایہ پہلے ہی 8 فیصد سے کم ہو، اسے مزید کمی کا سامنا کرنا ہوگا۔

³⁴ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بینکاری شعبے کی نفع یابی اور کفایت سرمایہ پر خطرات کے عوامل میں تبدیلیوں کے اثرات کو اخذ کرنے کے لیے اس مشق میں بڑی تعداد میں مفصل اور قطعی مفروضوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ سرمائے اور منافع میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

غیر ادا شدہ قرضوں (سی-2) کے زمروں میں کسی تبدیلی کے اثرات مطلوبہ تمویں کے لحاظ سے سی-1 سے مقابلتاً کم ہوں گے۔ اس دھچکے کی صورت میں 16.5 ارب روپے کی اضافی تمویں درکار ہوگی۔ سی-3 کے معاملے میں مذکورہ دو دھچکوں کے مشترکہ اثرات بھی کمرشل بینک کوئی کمزوری ظاہر کیے بغیر جذب کر لیں گے۔ جن دو بینکوں کا پہلے ذکر آچکا ہے، ان کے سوا تمام کمرشل بینک اس مشترکہ دھچکے کو برداشت کرنے کی عمدہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ غیر ادا شدہ قرضوں اور صارفنی مالکاری کے قرضوں کی نسبت میں 10 فیصد کا اضافے کی صورت میں 37.1 ارب روپے کی اضافی تمویں درکار ہوگی جس سے کمرشل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 94 بی پی ایس کی کے بعد 12.72 فیصد تک آجائے گی۔ اس دھچکے سے انفرادی لحاظ سے تین کمرشل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 8 فیصد سے کم ہو جائے گی۔

جیسا کہ پہلے معلوم کیا جا چکا ہے، شرح سود کا خطرہ منڈی کے خطرات میں سب سے اہم ہے۔ آئی آر-1 کے معاملے میں کمرشل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 0.63 فیصدی درجے کی کے ساتھ 13.03 فیصد تک آسکتی ہے۔ بینکوں کے لحاظ سے ایڈجسٹ کی گئی شرح کفایت سرمایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دھچکے کے تحت صرف ایک بینک کی شرح 8 فیصد سے کم ہو سکتی ہے جبکہ ایک بینک کی شرح کم سے کم سطح سے پہلے ہی نیچے ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ وہی بینک ہیں جن کی شرح کفایت سرمایہ قرضوں کے خطرات کے دھچکے میں کم ہوئی تھی۔ جدول 3.15 سے ظاہر ہے کہ منڈی کے خطرے کے دیگر تمام عوامل کمرشل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ پر نسبتاً معمولی اثرات ڈالیں گے۔ بینکوں کے لحاظ سے ایڈجسٹ کی گئی شرح کفایت سرمایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:

- ☆ روپے کی قدر میں 13 فیصد کمی سے کمرشل بینکوں کو 17.1 ارب روپے حاصل ہوں گے۔ غیر ملکی اثاثوں کی قدر پیمائی پر فاضل لگنے سے بینکوں کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ بہتر ہو کر 14.08 فیصد ہو جائے گی۔
- ☆ ای آر 2 کے معاملے میں ایک غیر ملکی اور ایک مقامی بینک (جو پہلے ہی پابندی نہیں کر رہا) 8 فیصد کی کم از کم شرط پوری نہیں کر پائے گا۔
- ☆ ای 2 کے تحت (یعنی ایکویٹی قیمتوں میں 40 فیصد کمی) کوئی کمرشل بینک 8 فیصد سے کم کے زمرے میں نہیں آئے گا جبکہ ان بینکوں کی مجموعی شرح کفایت سرمایہ میں صرف 23 بی پی ایس کی آئے گی۔

آخر میں بینکوں کی سیالیت کی صورتحال کے تجزیے کے لیے احاطہ سیالیت کا تناسب (liquidity coverage ratio) استعمال کیا گیا ہے۔ دسمبر 2007ء کے اختتام پر احاطہ سیالیت کا تناسب (سیال ذخائر سے 'معصیت تک برقرار تمسکات کو منہا کر کے) 37 فیصد تھا۔ تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ سیال واجبات میں 5 فیصد انحطاط سے، یعنی ایل۔ ون میں تصور کردہ شک، بینکاری نظام کا احاطہ سیالیت کا تناسب 33.7 فیصد کم ہو جاتا ہے۔ چار کمرشل بینکوں کی مطلوبہ سیالیت 25 فیصد سے کم ہوگی جو کہ دسمبر 2007ء کے اختتام پر مطلوبہ سیالیت کو دیکھتے ہوئے قابل قبول سطح ہے۔ ایل 2 کے تحت، جو کہ سیال واجبات میں 10 فیصد انحطاط ہے، احاطہ سیالیت کا تناسب 33.7 فیصد تک گر سکتا ہے۔ سیالیت کی موجودہ ضروریات اس کا موازنہ کیا جائے تو یہ اطمینان بخش سطح پر ہے۔ بینک وار معلومات بتاتی ہیں کہ 12 کمرشل بینکوں کا احاطہ سیالیت کا تناسب گر کر 25 فیصد سے بھی کم ہو سکتا ہے۔ بالخصوص دو مقامی نجی بینکوں کا احاطہ سیالیت کا تناسب اس مفروضہ صورتحال میں کم ترین سطح پر جا سکتا ہے، جس کے بعد سیالیت کا ایک معمولی سا دھچکا ان بینکوں کی نفع یابی اور سیالیت کو نمایاں طور پر متاثر کر سکتا ہے۔

2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار کی بنیاد پر نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرح کفایت سرمایہ میں تبدیلی کے لحاظ سے خطرہ قرض کے عوامل کا اثر، آخر 2007ء کے اعداد و شمار پر مبنی نتائج سے معمولی سا زائد ہے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ دھچکے کے بعد کی شرح کفایت سرمایہ، 2007ء کے اسٹریٹس ٹیمینٹ کی اخذ کردہ سطح کے خاصا نزدیک ہے۔ اس کا بنیادی سبب 2008ء کے نصف اول میں کمرشل بینکوں کے سرمائے میں ہونے والا اضافہ ہے۔ ایک اور اہم بات نصف اول 2008ء کی شرح کفایت سرمایہ پر منڈی کے خطرے کے عوامل، ماسوائے ایکویٹی کا خطرہ، کا کم اثر ہے۔ ایکویٹی زرخ کے دھچکے کے معاملے میں یہ اثر، آخر 2007ء کی پوزیشن کے مقابلے میں، معمولی سا زائد (ای-2 دھچکے میں بی پی ایس) ہوگا۔ تاہم اس صورت میں بھی کمرشل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 13 فیصد سے خاصی بلند رہے گی۔

بازل دوم فریم ورک میں شرح کفایت سرمایہ میں تبدیلی لاتے ہوئے اسے موجودہ، یعنی بازل اول فریم ورک میں شرح کفایت سرمایہ سے لگ بھگ 100 بی پی ایس کم کر دیا گیا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ کمرشل بینکوں کی بعد از شک شرح کفایت سرمایہ 11 فیصد سے کم کبھی نہیں ہوئی، جو کہ اچھے سرمائے کے

حامل بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ 10 فیصد سے 100 بی پی ایس بلند سطح ہے۔

مختصراً، اس تجزیے کے نتائج بتاتے ہیں کہ شعبہ بینکاری مختلف خطرات کے مفروضہ شاک کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات برداشت کرنے کی عمدہ صلاحیت رکھتا ہے۔ مفروضہ شاک حقیقی ثابت ہوئے تو صرف دو بینکوں کو سرمائے کے ادخال کی ضرورت ہوگی، اور یہ دونوں بینک صف اول کے 5 بینکوں میں شامل نہیں ہیں۔ ظاہر ہے، بینکوں کو خطرے کے عوامل میں حالیہ تبدیلیوں سے ہوشیار رہنا چاہیے، اور خطرے کے انتظام کے طریقے بہتر بنانے، عرصیت کی عدم مطابقت میں کمی لانے، قرض کے جزدان میں مزید تنوع لانے اور اندرونی کنٹرول کے سسٹمز کو مستحکم بنانے کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔

3.6 ماحصل

سرمائے کی مستحکم بنیاد، معقول نفع یابی اور امانتوں میں مستحکم نمو کے باعث شعبہ بینکاری نے معاشی حالات سے ابھرنے والی حالیہ اور نمو پذیر دشواریوں کے مقابلے میں زبردست برداشت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جون 2008ء کے اختتام تک اعداد و شمار پر مبنی حساسیت کے تجزیے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بینک معتدل قسم کے دھچکے، کوئی کمزوری ظاہر کیے بغیر برداشت کر سکتے ہیں۔ تاہم معاشی حالات میں مزید بگاڑ آیا تو خطرہ قرض اور اس کا ارتکاز دونوں شعبہ بینکاری کے لیے خاصی دشواری کا باعث بن سکتے ہیں۔ قومی بچت اسکیم کے طریقوں پر شرح منافع بڑھنے سے سیالیت کا خطرہ بھی ابھر سکتا ہے جبکہ شرح منافع بڑھانا اس لیے ضروری ہے کہ میزانی مالکاری غیر بینکی ذرائع سے کرنے کے لیے فنڈز اکٹھے کیے جائیں۔ اس شرح منافع کے بڑھنے سے بینکوں میں امانتیں جمع کرانے کا رجحان کم ہو سکتا ہے۔ نتیجتاً، بینکوں نے حالیہ برسوں میں امانتوں میں جو عمدہ نمو دیکھی تھی وہ کم ہو جائے گی۔ چنانچہ سیالیت کی صورتحال متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ شعبہ بینکاری کے لیے فنڈنگ کی لاگت بھی بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ اسٹیٹ بینک نے کم از کم 5 فیصد منافع کی ادائیگی بینکوں پر لاگو کی ہے۔ ان تبدیلیوں کے مشترکہ اثرات بینکوں کی نفع یابی کو منفی طور پر متاثر کر سکتے ہیں۔

خطرات کے مختلف اظہار یوں کی بینک دار معلومات ظاہر کرتی ہے کہ بینکاری نظام میں بعض چھوٹے اور کمزور بینک کام کر رہے ہیں، اگرچہ یہ چھوٹے بینک نظام کے لیے خطرے کا باعث نہیں بن سکتے تاہم ان کی کمزور مالی صحت سے نظام میں موجود ضرر پذیریری کی عکاسی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ کچھ اور عوامل بھی کارفرما ہیں، جیسے اسٹیٹ بینک نے 2013ء تک پورا کرنے کے لیے کم از کم مطلوبہ بنیادی سرمایہ 23 ارب روپے (300 بلین ڈالر) تک بڑھا دیا ہے، اور بینکوں کی CAMELS-S درجہ بندی کی بنیاد پر متغیر شرح کفایت سرمایہ متعارف کرائی ہے جس سے مالی شعبے میں کجیائی کا عمل مزید تیز ہونے اور منڈی میں مستحکم شرکاء کی آمد کی توقع ہے، جس سے بھاری نقصانات برداشت کرنے کی بینکوں کی استعداد بڑھے گی۔³⁵

³⁵ بی ایس ڈی سرکل نمبر 19 تاریخ 05 ستمبر 2007ء۔